Postal Reg. No. L/P/ GDP-1 DEC 2007

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 56

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 25-26

شرح چندہ
سالانہ 300 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

12-5/ جمادی الثانی 1428 ہجری 28-21/ احسان 1386 ہش 28-21/ جون 2007ء

اخبار احمدیہ

قادیان 16 جون 2007 (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر وعافیت سے ہیں الحمدللہ۔ کل حضور پُرنُور نے حقوق العباد کے سلسلہ میں حرمت سود کے متعلق قرآن واحادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور امراء کو غرباء کی خبر گیری کے متعلق نصیحت فرمائی۔ احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (سورہ الحجر:۱۰)

”اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔“

وَاِنَّہٗ لَتَنۡزِیۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ○ نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ عَلٰی قَلۡبِکَ لِتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذَرِیۡنَ○ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ○ وَاِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ

(سورۃ الشعراء:۱۹۳-۱۹۸)

”اور یقیناً یہ (قرآن) رب العلمین خدا کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ اس کو لیکر ایک امانت دار کلام بردار فرشتہ (جبریل) تیرے دل پر اترا ہے۔ تاکہ تو ہوشیار کرنے والی جماعت میں شامل ہو جائے۔ (اس کو جبریل نے خدا کے حکم سے) کھول کر بیان کرنے والی عربی زبان میں اتارا ہے۔ اور یقیناً اس کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود تھا۔“

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا۔ (النساء:۸۳)

”پس کیا وہ (لوگ) قرآن پر غور نہیں کرتے اور (نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ اللہ کے سوا (کسی اور) کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔“

فَاِذَا قَرَأۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ (سورہ النحل:۹۹)

”(اے مخاطب!) جب تو قرآن پڑھنے لگے تو دھتکارے ہوئے شیطان (کے شر) سے (محفوظ رہنے کے لئے) اللہ کی پناہ مانگ (لیا کر)۔“

وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَہٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ

(الاعراف:۲۰۵)

”اور (اے مخاطب!) جب قرآن پڑھا جائے، تو اس کو سنا کرو اور چُپ رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ○ فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ○ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ۔

(الواقعہ:۸۰-۷۸)

”یقیناً یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے اور ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے اور اس قرآن کی حقیقت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو مطہر ہوتے ہیں۔“

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا۔ (سورہ بنی اسرائیل:۷۹)

”تو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور ایک) مقبول عمل ہے۔“

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ عُثۡمَانَ بۡنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔

(بخاری کتاب فضائل القران باب خیر کم من تعلم القران)

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔

عَنۡ بَشِیۡرِبۡنِ عَبۡدِ الۡمُنۡذِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنۡ لَّمۡ یَتَغَنَّ بِالۡقُرۡاٰنِ فَلَیۡسَ مِنَّا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)

حضرت بشیرؓ بن عبدالمنذر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن مجید

باقی صفحہ 30 پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 29-30-31 دسمبر 2007ء کو منعقد ہوگا

قبل ازیں جلسہ سالانہ قادیان 2007ء کے تعلق سے یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ یہ جلسہ مورخہ 27,28,29 دسمبر کو منعقد ہوگا۔ اب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہی منظوری سے احباب جماعت کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ:- 116 واں جلسہ سالانہ قادیان عید الاضحیٰ کی تقریب سعید (جو انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 20/21 دسمبر کو ہوگی) کے پیش نظر مورخہ 29-30-31 دسمبر 2007ء بروز ہفتہ اتوار، سوموار منعقد ہوگا۔ **مجلس مشاورت**: نیز انیسویں مجلس مشاورت جلسہ سالانہ کے معاً بعد مورخہ یکم جنوری 2008ء بروز منگل وار منعقد ہوگی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک للہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے دعاؤں کے ساتھ تیاری شروع کریں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی نیز مبارک ہونے کیلئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ہفتہ قرآن مجید شان سے منائیے!

مرکزی اعلان کے مطابق امسال یکم تا 7/جولائی بھارت کی جملہ جماعتوں میں ہفتہ قرآن مجید منانے کا اعلان ہوا ہے۔ اس مبارک ہفتہ میں جہاں ہم روزانہ اجلاسات منعقد کریں گے وہاں غیر احمدی و غیر مسلم بھائیوں کو بھی اپنے پروگرام میں مدعو کریں گے۔ اور جہاں اخبارات میں قرآن مجید کی شان میں مضامین شائع کریں گے وہیں ہم خود کو اور اپنے بچوں کو تلاوت قرآن مجید کا پابند بنانے کی کوشش کریں گے اور تقاریب آمین کا انعقاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ ان پروگراموں کو کامیاب کرنے اور فلاح دارین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جو آج کے دَور میں عظمت قرآن اور شانِ قرآن کے قیام کے لئے کھڑی کی گئی ہے کیونکہ ہم خدا کے اُس امام کی بیعت میں شامل ہیں جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کا ظہور اُس وقت ہوگا جب کہ اسلام کا نام رہ جائے گا اور قرآن مجید کے صرف ظاہری الفاظ رہ جائیں گے اور ایمان لوگوں کے دلوں سے اُٹھ کر ثُریّا ستارے پر چلا جائے گا اور اُس دَور کے علماء خدمت اسلام اور خدمت قرآن کی بجائے فتنے پھیلانے میں مصروف ہو جائیں گے۔ ایسے تاریک دَور میں ایک شخص آئے گا اور پھر سے ایمان و قرآن کو لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کر دے گا۔

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے تاریک دَور میں 1889ء میں اس الٰہی جماعت کی بُنیاد اِذنِ الٰہی سے رکھی اور آپ نے فرمایا:-

’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر سے قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھادوں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جس کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔‘‘
(الحکم 24/جون 1903ء)

پھر فرمایا:-

’’میرا یقین کامل ہے کہ قرآن مجید کے سوا جو کامل اکمل اور مکمل کتاب ہے اور اس کی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نجات ممکن نہیں اور قرآن مجید میں کمی بیشی کرنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن سے اُتارنے والے کو میں کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں (الحکم 18/جون 1908ء)

اسی طرح فرمایا:-

’’الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اُس نے مجھے قرآن کریم کے انوار سے وافر حصہ دیا ہے اور اسکے موتیوں سے میرے فقر کو دُور کر دیا ہے اُس نے مجھے اس کے پھلوں سے سیر کر دیا ہے مجھے ظاہری اور باطنی نعماء سے نوازا ہے اور مجھے اپنی طرف جذب کر لیا ہے میں جوان تھا اب مَیں بُوڑھا ہو گیا ہوں اور میری یہ حالت رہی ہے کہ جب بھی مَیں نے کسی دروازہ کو کھولنا چاہا وہ مَیں نے کھول لیا اور جب مجھے کسی نعمت کی ضرورت محسوس ہوئی وہ مجھے عطا کی گئی اور جب بھی مَیں نے کسی امر پر سے پردہ ہٹانا چاہا تو وہ مَیں نے ہٹا لیا اور جب بھی مَیں نے تضرع سے دعا کی وہ قبول ہوئی اور یہ سب کچھ میری اس محبت کی وجہ سے ہے جو مجھے قرآن کریم اور اپنے آقا اور امام سید المرسلین سے ہے۔‘‘
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 545-54)

آپ کو الہام ہوا:-

اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْآنِ کِتَابُ اللّٰہِ الرَّحْمٰن۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 554)

پس ہمارا فرض ہے کہ امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے کے بعد ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ آپ کی بیعت میں شامل ہونے کے بعد ہم نے قرآن کے حقیقی مفہوم اور اس کے لازوال معانی کو سمجھا ہے اور اس کی وہ مبارک تفسیر ہمیں حاصل ہوئی ہے جو آپ نے باذنِ الٰہی اپنی کتب میں بیان فرمائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ظاہر پرست علماء نے قرآن مجید کے مفاہیم کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا سوائے ظاہری الفاظ کے ساتھ قرأت سے پڑھ لینے کے اس کے معانی کی طرف ان کا کوئی دھیان نہیں گیا بعض نے تو یہاں تک کہنا شروع کر دیا تھا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا ناجائز ہے۔ بعض نے تراجم میں ایسی باتیں ملا دی تھیں جو شانِ قرآن کے خلاف تھیں بعض اُن آیات کو جو ان کی سمجھ سے بالا تھیں منسوخ قرار دے رہے تھے بعض جبر و تشدّد اور مرتدین کے قتل کو جائز قرار دینا قرآن مجید کی تعلیم کی طرف منسوب کر رہے تھے۔ اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک رؤیا اس طرح بیان فرمائی کہ:-

’’آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت بار آور اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے اور کچھ جماعت تکلّف اور زور سے ایک بُوٹی کو اس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے وہ بوٹی اختیمون کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اس درخت پر چڑھتی ہے اس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اس لطیف درخت میں ایک کھجواہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے ان کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگھل گیا اور میں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پُوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بُوٹی کیسی ہے جس نے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے؟ تب اُس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھہرائی جاتی ہیں اور اُن کی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اس کو نقصان پہنچا رہی ہیں تب میری آنکھ کھل گئی۔‘‘
(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ 5 حاشیہ)

آج یہ تمام بوٹیاں اور مکروہات جو قرآن مجید پر چڑھائے گئے تھے امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل صاف کر دیئے گئے ہیں اور معارف قرآنیہ سے بھرپور اور معطر ایسے شیشے آپ نے دنیا کے سامنے پیش فرمائے ہیں جس کی کوئی نظیر نہیں۔ آج یہ معارف صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہیں اور جماعت نے ہی انہیں دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ ایک سو سال سے زیادہ عرصہ سے جماعت معارف قرآنیہ کے ان تحائف کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے جس سے ایک دنیا فوائد حاصل کر رہی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں عیسائی اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں شامل ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

پس ہمارا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو علم قرآن پیش فرمایا ہے ہم اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ قرآن مجید خود بھی سیکھیں اور ہر احمدی کو سکھائیں۔ قرآن مجید کے تراجم سیکھیں اور پھر اس کی تفاسیر سے آگاہی حاصل کریں تا کہ ہم جہاں خود اپنی بصیرت کے سامان فراہم کر سکیں وہیں اہل دنیا کو علم قرآن سے متمتع کرنے والے بن جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے والے ہر دو کو سب سے بہتر قرار دیا ہے۔ فرمایا:-

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ ۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن)

کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید خود سیکھ کر آگے دوسروں کو سکھائے۔

پس جماعت میں ہر سال منایا جانے والا ہفتہ قرآن مجید، مطالعہ قرآن مجید کا ذوق پیدا کرنے کیلئے اور احکام قرآنی کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کا شوق پیدا کرنے کیلئے ایک انمول موقع ہے۔ ہم سب کو ہفتہ قرآن مجید کے تمام پروگراموں میں بصد ذوق و شوق حصہ لینا چاہئے اس سے جہاں ہم علم قرآن کی طرف اپنے قدموں کو بڑھانے والے ہوں گے وہیں خدا تعالیٰ کے اس انعام کا شکریہ ادا کرنے والے بھی ہوں گے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت میں شامل ہونے کے نتیجہ میں ہم پر کیا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’یاد رکھو قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نُسخہ ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سے امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سے امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظّ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دُور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دُور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے، مگر نہیں۔ اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے اس بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

’’مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دُور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیک راہ پیدا کر دی

باقی صفحہ 31 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن کریم کی عظمت و برکات کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلٰوۃ والسلام کے چند ایمان افروز اقتباسات

قرآن شریف کی علل اربعہ

”الـم ـ ذالک الکتاب لاریب فیه هدی للمتقین۔ میں اللہ جو بہت جاننے والا ہوں۔ یہ کتاب جو شک وشبہ اور ہر عیب ونقص سے پاک ہے متقیوں کی ہدایت کے لئے بھیجی گئی ہے۔

ہر شَے کی چار علتیں ہوتی ہیں۔ یہاں بھی ان عِلل اربعہ کو بیان کیا ہے۔ اور وہ علل اربعہ یہ ہوتی ہیں۔ علّت فاعلی، علّت صوری، علّت مادی، علّت غائی۔ اس مقام پر قرآن شریف کی چار علّتوں کا ذکر کیا۔

علّت فاعلی تو اس کتاب کی الم ہے۔ اور الم کے معنے میرے نزدیک انا اللہ اعلم یعنی میں اللہ وہ ہوں جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ اور علّت مادی ذالک الکتاب ہے۔ یعنی یہ کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے: اور علّت صوری لاریب فیه ہے۔ یعنی اس کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ ہی نہیں۔ جو بات ہے مستحکم اور جو دعویٰ ہے وہ مدلل اور روشن۔ اور علّت غائی اس کتاب کی هدی للمتقین ہے۔ یعنی اس کتاب کے نزول کی غرض وغایت یہ ہے کہ متقیوں کو ہدایت کرتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۷-۳۰۶)

قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں

”یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ میں اس وقت اسی ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اُس نے وعدہ فرمایا تھا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

قرآن شریف کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ توریت یا کسی اَور کتاب کے لئے نہیں۔ اسی لئے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور ان میں کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو اُن کی موت پر دلالت کرتی ہے۔“ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۷-۱۱۶)

قرآن شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے

”نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اَور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی یعنی قرآن شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو خوب یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب نہ آئے گی نئے احکام نہ آئیں گے۔ یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے۔ جو الفاظ میری کتابوں میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں۔ اس میں ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاویں۔ بلکہ منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورتِ حقّہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالمات الٰہیہ کا شرف اس کو دیتا ہے اور غیب کی خبریں اس کو دیتا ہے اس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے۔ یہ معنے نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے بلکہ یہ جو کچھ اُسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اور بغیر اس کے مل سکتا ہی نہیں۔“ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۳۶)

قرآن شریف کی ایسی تعلیم ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا

”یہ بات واقعی سچ ہے کہ جو مسلمان ہیں یہ قرآن شریف کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن اب خدا کا ارادہ ہے کہ صحیح معنے قرآن کے ظاہر کرے خدا نے مجھے اسی لئے مامور کیا ہے اور میں اس کے الہام اور وحی سے قرآن شریف کو سمجھتا ہوں قرآن شریف کی ایسی تعلیم ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا اور معقولات سے ایسی پُر ہے کہ ایک فلاسفر کو بھی اعتراض کا موقعہ نہیں ملتا مگر ان مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے اور اپنی طرف سے ایسی ایسی باتیں بنا کر قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں جس سے قدم قدم پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور ایسے دعاوی اپنی طرف سے کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے اور وہ سراسر اس کے خلاف ہیں مثلاً اب یہی واقعہ صلیب کا دیکھو کہ اس میں کسی قدر افتراء سے کام لیا گیا ہے اور قرآن کریم کی مخالفت کی گئی ہے اور یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے اور قرآن کے بھی برخلاف ہے۔“ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۶۷)

دل کی اگر سختی ہو تو اُس کو نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے

”انسانوں کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا تعالیٰ سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اُس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے۔ وہ اُس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرّف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبّر میں لگا دے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چُنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اور قسم کا چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اُٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی؟ خدا تعالیٰ کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلاں راہ سے اگر سورہ یٰسٓ پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں۔

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک صوری اور ایک معنوی۔ صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کی برکات و انوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔“ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۶۶)

کامل اور مکمل شریعت کہلانے کی مستحق کتاب صرف قرآن مجید ہے

”قرآن شریف میں کوئی دکھا تو دے کہ کوئی ایسا حکم بھی دیا گیا ہو جس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہو یا کوئی ایسا حکم بھی ہو جس کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہو۔ یا نظام دین میں فساد کا اندیشہ ہو۔ کیا ایسی ایک کتاب جس میں ایسے احکام داخل ہیں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں یا ان کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہے اور نظام عالم درہم برہم ہو جاتا ہے، کبھی اس خدا کی طرف منسوب ہو سکتی ہے جو خالق فطرت اور منتظم نظام دین اور قویٰ انسانی کے پورے اندازے جاننے والا ہے اور کیا وہ کتاب کامل اور مکمل شریعت کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے؟“ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۰۳-۴۰۲)

قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے

”قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارِی یَلْعَنُهُ الْقُرْاٰن۔ یعنی بہت سے ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کی رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو وہاں

باقی صفحہ 31 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہمیں جو کچھ بھی ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے

قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ھے

ہر احمدی کو اس بات فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی نااُمید نہ ہوؤ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 24 ستمبر 2004ء (24 تبوک 1383 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر خطباتِ مسرور کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

”ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ (سورۃ البقرہ آیت: ۳)

دنیا میں، جب سے یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصلاح کے لئے بے شمار نبی بھیجے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوموں کیلئے شریعت لے کر آئے جو کتاب ان پر اتری اس کے احکام انہوں نے اپنی قوم کو بتائے، کچھ ان نبیوں کی پیروی میں بھی تھے جو اس شریعت کو آگے چلانے والے تھے تو بہر حال نبیوں کا یہ سلسلہ اپنی اپنی قوم تک محدود رہا یہاں تک کہ انسان کامل اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنی شریعت بھی کامل کی اور آخری شرعی کتاب قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی جس میں گزشتہ انبیاء کے تمام واقعات بھی آ گئے اور تمام شرعی احکام بھی اس میں آ گئے اور آئندہ کی پیش خبریاں بھی اس میں آ گئیں۔ اور تمام علوم موجودہ بھی اور آئندہ بھی ان کا بھی اس میں احاطہ ہو گیا گویا کہ علم وعرفان کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو پاک دل ہو کر اس سے فیض اٹھانا چاہے وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ وہ تقویٰ میں بھی آگے بڑھے گا، وہ ہدایت پانے والوں میں بھی شمار ہوگا کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ متقیوں کیلئے ہدایت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اس کے فیوض اور برکات کا در ہمیشہ جاری ہے۔ اور وہ ہر زمانے میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا“۔

تو یہ دعویٰ ہے جو اس کتاب کا ہے اگر تم پاک دل ہو کر اس کی طرف آؤ گے ہر کانٹے سے ہر جھاڑی سے جو تمہیں الجھا سکتی ہے تمہیں بچنے کی تمنا ہے اور نہ صرف تمہیں بچنے کی تمنا ہے بلکہ اس سے بچنے کی کوشش کرنے والے بھی ہو اور تمہارے دل میں اگر اس کے ساتھ خدا کا خوف بھی ہے اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش بھی اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش اور تڑپ بھی ہے پھر یہ کتاب ہے جو تمہیں ہدایت کی طرف لے جائے گی۔ اور جب انسان، ایک مومن انسان تقویٰ کے راستوں پر چلنے کا خواہشمند انسان قرآن کریم کو پڑھے گا سمجھے گا اور غور کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس ذریعے سے ہدایت کے راستے بھی پاتا چلا جائے گا اور تقویٰ پر بھی قائم ہوتا چلا جائے گا تقویٰ میں ترقی کرتا چلا جائے گا اور قرآن کریم کی ہدایت تمہیں دنیا وآخرت دونوں میں کامیاب کرے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے والے بھی ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ انسانی فطرت کو بھی جانتا ہے اس لئے ہمیں قرآن کریم نے اس بات کی بھی تسلی دے دی کہ یہ کام تمہارے خیال میں بہت مشکل ہے۔ عام طور پر تمہیں یہ خیال نہ آئے کہ اس کتاب کے احکام ہر ایک کو سمجھ نہیں آ سکتے ہر ایک کے لئے ان کو سمجھنا مشکل ہے۔ اگر کوئی سمجھ آ بھی جائیں تو اس پر عمل کرنا مشکل ہے تو اس بارے میں بھی قرآن کریم نے کھول کر بتا دیا ہے کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ بڑی آسان کتاب ہے اور اس کی یہی خوبی ہے کہ یہ ہر طبقے اور مختلف استعدادوں کے لوگوں کے لئے راستہ دکھانے کا باعث بنتی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے وہ نیک نیت ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ کوشش تو بہر حال شرط ہے وہ تو کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کیلئے کوشش کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روٹی کمانے کیلئے دیکھ لیں کتنی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کا شیوہ ہی نکمے بیٹھ کر کھانا ہوتا ہے۔ دوسروں سے امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں یا ایسے بھی ہوتے ہیں جو بیویوں کو کہتے ہیں جاؤ کماؤ، میں گھر میں بیٹھتا ہوں۔ پیشہ ور مانگنے والے بھی مانگنے کی کوشش میں محنت کرتے ہیں۔ یہاں مغرب میں بھی بہت سارے مانگنے والے سارا دن باجے، ڈھول اور دوسری اس طرح کی چیزیں لے کر سڑکوں اور پارکوں میں بیٹھتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس کوشش میں ہی ہے نا! کہ روٹی حاصل کی جائے۔ تو بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر کوشش کرو گے، اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی، ہدایت پانے کی اور تقویٰ حاصل کرنے کی تو پھر تمہیں اس کتاب سے بہت کچھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نیت نیک ہے تو میں نے اس کو تمہارے لئے آسان کر دیا ہے اور کروں گا، بشرطیکہ تم اس کو پڑھ کر عمل کر کے ہدایت پانا چاہو۔ جیسا کہ فرماتا ہے ”**ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر**“ (القمر:18) اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے، پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟ پس یہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ ہے، یہ اس کا دعویٰ ہے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے اس کی فطرت کی ہر اونچ نیچ کو جانتا ہے۔ اس کے اندر کو بھی جانتا ہے جہاں تک انسان خود بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کو پتہ ہے کہ کس شخص کی کتنی استعدادیں ہیں۔ اور اس کی فطرت میں کیا کیا خوبیاں یا برائیاں ہیں۔ اس نے فرمایا کہ تم نصیحت پکڑنے والے بنو تم اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرنے والے بنو۔ صرف نام کے مسلمان ہی نہ ہو۔ صرف یہ دعویٰ کر کے کہ ہم نے امام مہدی کو مان لیا اور بس قصہ ختم، اس کے بعد دنیاوی دھندوں میں پڑ جاؤ۔ اگر اس طرح کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھلانے والے ہو گے اور اگر نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کو پانے کی کوشش میں ہو گے اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہو گے تو فرمایا کہ میں نے قرآن کریم میں انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے آسان انداز میں نصیحت کی ہے۔ بڑے آسان حکم دیئے ہیں جن پر ہر ایک عمل کر سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اس

میں تمام بنیادی اخلاق اور اصول وقواعد کا ذکر بھی آ گیا جن پر عمل کرنا کسی کم سے کم استعداد والے کیلئے بھی مشکل نہیں ہے۔ عبادتوں کے متعلق بھی احکام ہیں تو وہ ہر ایک کی اپنی استعداد کے مطابق ہے عورتوں کے متعلق حکم ہیں تو وہ ان کی طاقت کے مطابق ہیں۔ گھریلو تعلقات چلانے کے لئے حکم ہے تو وہ عین انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔ معاشرے میں تعلقات اور لین دین کے بارے میں حکم ہے تو وہ ایسا کہ ایک عام آدمی جس کو نیکی کا خیال ہے وہ بغیر اپنا یا دوسرے کا نقصان کئے اس پر عمل کرسکتا ہے۔ پھر جن باتوں کی سمجھ نہ آئے یا بعض ایسے حکم ہیں جو بعض لوگوں کی ذہنی استعدادوں سے زیادہ ہوں اور بعض گہری عرفان کی باتیں ہیں ان کے سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے زیادہ استعداد والوں کو علم دیا کہ انہوں نے ایسے مسائل آسان کر کے ہمارے سامنے رکھے دیئے۔ اور ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے میں ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق ملی جن کو اللہ تعالیٰ نے حکم اور عدل بنا کر بھیجا۔ جنہوں نے قرآن کریم کے ایسے چھپے خزانے جن تک ایک عام آدمی پہنچ نہیں سکتا تھا ان خزانوں کے بارے میں کھول کر وضاحت کردی۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ اور اس کے دعویٰ کے مطابق ہے کہ اگر تمہیں نصیحت حاصل کرنے کا شوق ہے تو ہم نے قرآن کریم کو آسان بنایا ہے۔ کیونکہ بعض معارف ایسے ہیں کہ ایک عام آدمی کی استعداد سے زیادہ ہیں اس کی سمجھ سے بالا ہیں۔ ان کو کھولنے کیلئے فرمایا کہ میں اپنے پیاروں پر علم کے معارف کھولتا رہا ہوں اور رہتا ہوں اور اس زمانے میں یہ تمام دروازے مسیح موعود مہدی موعود پر کھول دیئے ہیں۔ پس انہوں نے جس طرح آسان کر کے کھول کر قرآن کریم کی نصیحت ہمیں پہنچائی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے اور اگر کوئی ان نصائح پر عمل نہیں کرتا جن کی خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نصیحت کو آسان کر کے سمجھانے کیلئے اپنا نمائندہ بھیج دیا ہے۔ اس کی بات نہ ماننا بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اس کو نہ ماننے کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ جن نصائح اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو امام وقت نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آسان کر کے دکھایا ہے اس میں یہ لوگ اینچ پیچ تلاش کرتے ہیں اور بعض باتوں کو ناقابل عمل بنا دیا ہے۔ کچھ حکموں کو کہہ دیا کہ منسوخ ہو گئے۔ کچھ کو صرف قصہ کہانی کے طور پر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کہہ دیا تھا کہ بعض باتیں صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کو اللہ نے کامل علم دیا ہے۔ اور اب جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کے مطابق دین کو سنبھالنے والا ایک پہلوان حکم اور عدل آ گیا تو ان تفسیروں کو بھی ماننا ضروری ہے جو اس نے کی ہیں۔

بہر حال ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں شمار ہوسکیں گے جن کیلئے یہ کتاب ہدایت کا باعث ہے۔ ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہوگا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں۔

اس لئے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا۔ اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔ قرآن کی عزت یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ شیلفوں میں اپنے گھروں میں خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر قرآن کریم رکھ لیتے ہیں اور صبح اٹھ کر ماتھے سے لگا کر پیار کرلیا اور کافی ہو گیا اور جو برکتیں حاصل ہونی تھیں ہو گئیں۔ یہ تو خدا کی کتاب سے مذاق کرنے والی بات ہے۔ دنیا کے کاموں کیلئے تو وقت ہوتا ہے لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا، اتنا وقت بھی نہیں ہوتا کہ ایک دو رکوع تلاوت ہی کرسکیں۔

پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہر حال ایک کام ہوا ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کیلئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اپنی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ ” انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“

(الحکم 17 نومبر 1905ء)

یعنی بے شک ہم نے اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں‘

(الحکم 17 نومبر 1905)

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بھی جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے اور برکت اس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ” قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 409 الحکم 31 جنوری 1901ء)

پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کیلئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبودار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رأی بقرأۃ القرآن او تاکل بہ او فجر بہ)

اس حدیث سے قرآن کریم کی مزید وضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور اس پر غور بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ایسے خوشبودار پھل کی طرح ہیں جس کا مزہ بھی اچھا ہے اور جس کی خوشبو بھی اچھی ہے۔ کیسی خوبصورت مثال ہے کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب انسان کوئی مزیدار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آ رہی ہوگی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آ رہا ہوگا اور جب اس پر عمل کر رہا ہوگا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہوگا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آ رہی ہوگی۔

پس ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے اور راہ ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے ماحول بھی جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان کے باہر کے ماحول بھی پر سکون ہوتے ہیں۔ وہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمسایوں کے بھی حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی کاموں کے بھی حق ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جماعتی خدمات کو بھی ایک انعام سمجھ کر اس کی ادائیگی میں اپنے اوقات صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے رحمان کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بھی ایسے باپوں کو ماڈل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ان سے خوش ہوتی ہیں اور پھر ایسی بیویاں ایسے خاوندوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں، اپنے عملوں کو بھی ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس طرح ایسے لوگ بغیر کچھ کہے بھی خاموشی سے ہی ایک اچھے راعی، ایک اچھے نگران کا نمونہ بھی قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا ہمسایہ بھی ان کی تعریف کے گیت گا رہا ہوتا ہے اور ان کا ماحول اور معاشرہ بھی ایسے لوگوں کی خوبیاں گنوا رہا ہوتا ہے۔ ان کا افسر بھی ایسے شخص کی فرض شناسی کے قصے سنا رہا ہوتا ہے اور اس کا ماتحت بھی ایسے اعلیٰ اخلاق کے افسر کے گن گا رہا ہوتا ہے اور اس کے لئے قربانی دینے کیلئے بھی تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے دوست اور ساتھی بھی اس کی دوستی میں فخر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ خوبیاں ہیں جو قرآن پڑھ کر اس پر عمل کر کے ایک مومن حاصل کرسکتا ہے بلکہ اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں۔ یہاں تو میں ساری گنوا نہیں سکتا۔ تو جس کو یہ سب کچھ مل جائے وہ کس طرح سوچ سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل نہ کرے جب عمل کرنے کے بعد یہ سب کچھ حاصل ہو رہا ہے۔ اور پھر جو دوسری مثال اس میں دی کہ جو اتنی نیکی رکھتا ہے گو وہ باقاعدہ گھر میں تلاوت تو نہیں کر رہا ہوتا، ترجمہ پڑھنے والا تو نہیں ہے، اس پر غور کرنے والا تو نہیں ہے لیکن جب بھی جمعہ پر آتا ہے، درسوں پر آتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے، وہاں قرآن کریم کی کوئی ہدایت کی بات سن لیتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اس کا مزا تو نہیں لیتا جو قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور غور کرنے

سے حاصل ہوسکتا ہے لیکن اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے بھی وہ کچھ نہ کچھ حصہ لے رہا ہوتا ہے۔

اس مثال میں جس طرح بیان کیا گیا ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے دکھاوے کے لئے قرآن کریم پڑھتے ہیں تو قرآن کریم کی خوشبو اس کو پڑھنے کی وجہ سے ماحول میں قائم ہوگی۔ کوئی نیک فطرت اس سے فائدہ اٹھالے گا۔ لیکن وہ شخص جو دکھاوے کی خاطر یہ سب کچھ کررہا ہے اس شخص کو اس کا پڑھنا کوئی مٹھاس، کوئی خوشبو میسر نہیں کرسکتی۔ کوئی فائدہ اس کو نہیں پہنچے گا۔ اور پھر وہ شخص جو نہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے اس میں تو فرمایا کہ ایسی منافقت بھر گئی ہے کہ جس میں نہ خوشبو ہے اور نہ مزا ہے۔ نہ وہ خود فیض پاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس سے فیض پاسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ایسا بننے سے محفوظ رکھے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں اس پر آپؐ سے دریافت کیا گیا یارسول اللہ! خدا کے اہل کون ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 128 مطبوعہ بیروت)

اہل اللہ بننے کے لئے جیسا کہ پہلی حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔ قرآن کریم کو پڑھنے والے بھی بنیں اور اس پر عمل کرنے والے بھی بنیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے‘‘ (الحکم 31 اکتوبر 1901ء)

پس ہر احمدی کو اپنی کامیابیوں کو حاصل کرنے کیلئے یہ نسخہ آزمانا چاہئے۔ دین بھی سنور جائے گا اور دنیاوی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ آج دیکھ لیں مسلمانوں میں جو لڑائی جھگڑے اور دنیا کے سامنے ذلت کی حالت ہے وہ اسی لئے ہے کہ نہ قرآن پڑھتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ جو پڑھتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے، سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تو ظاہر ہے پھر قرآن کو چھوڑنے کا یہی نتیجہ نکلنا تھا جو نکل رہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں۔ اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّیٰ اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سے امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے، اسے تو چاہئے تھا کہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظّ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بےخبر۔ اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں۔ اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذاب اور دجال کہا جاتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی‘‘۔

فرمایا کہ ’’مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کیلئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایک نیک راہ پیدا کردی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 140-141 الحکم 24 ستمبر 1904)

جب یہ دوسروں کیلئے نصیحت ہے تو یہ ہمارے لئے تو اور بھی زیادہ بڑھ کر ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے جو عمل نہیں کرتے، قرآن کریم میں آیا ہے کہ وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً (الفرقان 13) اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ پس احمدیوں کو ہمیشہ فکر کرنی چاہئے کہ کیونکہ ماحول کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ دنیاداری بھی غالب آجاتی ہے۔ کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو، کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اس کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی اس آیت کے نیچے آجائے کہ اس نے قرآن کریم کو متروک چھوڑ دیا ہو۔

پس اس کیلئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو کمیاں ہیں ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا۔ تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں۔ ترجمہ پڑھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ تفسیر سمجھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ متروک چھوڑنے کا مطلب یہی ہے کہ اس کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے نہ اللہ کے حقوق ادا کر رہے ہیں نہ بندوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جب ہر کوئی اپنا جائزہ لے تو ہر ایک کو اپنا علم ہو جائے گا کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت صہیبؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کریم کے محرمات کو عملاً حلال سمجھ لیا اس کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں۔ یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی قرآن کریم کے جو احکامات ہیں ان پر عمل نہ کیا۔ تو ایسا شخص لاکھ کہتا رہے کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتا ہے کہ نہیں تمہارا کوئی ایمان نہیں ہے۔ کیونکہ تم قرآن کریم کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے۔ پس ایسے لوگوں کو جو لوگوں کے حق مارتے ہیں ان کے حقوق غصب کر رہے ہیں اس حدیث کو سننے کے بعد سوچنا چاہئے کہ میرا ایمان جا رہا ہے، کس طرح اس کو واپس لے کے آنا ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ عنقریب بہت سے فتنے پیدا ہوں گے دریافت کیا گیا کہ ان فتنوں سے خلاصی کی کیا صورت ہوگی اے جبرائیل! فرمایا کہ فتنوں سے خلاصی کی صورت کتاب اللہ ہے۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف توجہ دیں اس کو پڑھیں، اس کی تلاوت کریں۔ اس کے مطالب کی طرف بھی توجہ دیں اور جیسا کہ پہلے حدیث بیان ہو چکی ہے اس کا مزا بھی لیں اور اس کی خوشبو بھی پھیلائیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو ظاہر کر کے پڑھنے والا، ظاہری طور پر صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور قرآن کریم کو چھپا کر پڑھنے والا خفیہ طور پر چندہ دینے والے کی طرح ہے۔ پس جیسا کہ روایت میں ہے کہ صدقہ بلاؤں، خطرات اور فتنوں کو دور کرتا ہے، ان کو ٹالتا ہے۔ قرآن کریم کا پڑھنا اور اس طرح پڑھنا کہ اس کی سمجھ بھی آرہی ہو صدقے کے طور پر قبول ہوگا۔ اور اس کی برکت سے تمام فتنوں سے بھی بچا جاسکتا ہے تمام برائیوں سے بھی بچا جاسکے گا اور ابتلاؤں سے بھی بچا جاسکے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف دو آدمی ایسے ہیں جن کے بارے میں حسد (یعنی رشک جائز ہے۔ یعنی ایسا حسد جو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ تعریفی رنگ میں ہو) ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو۔ اور اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے کہ کاش مجھے بھی ایسی چیز دی جاتی جو اسے دی گئی تو میں بھی ایسے ہی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو جس کو وہ وہاں خرچ کرتا ہے جہاں خرچ کرنے کا حق ہے اور اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے کہ کاش مجھے بھی ایسی چیز دی جاتی جو اسے دی گئی تو میں بھی ویسے ہی کرتا جیسا یہ کرتا ہے۔

(بخاری کتاب التمنی)

قرآن کریم کے پڑھنے کے بھی کچھ آداب ہیں اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے قرآن کریم کا کچھ نہیں سمجھا۔ (ترمذی ابواب القراءۃ)۔ بعض لوگوں کو بڑا فخر ہوتا ہے کہ ہم نے اتنے دن میں ایک دن میں یا دو دن میں سارا قرآن کریم ختم کرلیا۔ یا ہم نے اتنے منٹ میں سیپارے ختم کر دیئے یا اتنا سیپارہ ختم کردیا بلکہ رمضان کے دنوں میں تو پاکستان میں (اور جگہوں پہ بھی ہوگا) غیروں کی مسجدوں میں مقابلہ ہوتا ہے کہ کون جلدی تراویح پڑھاتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہماری یونیورسٹی کا کارکن تھا۔ بڑا نمازی غیر از جماعت، وہ بتاتا تھا کہ میں آج فلاں مسجد میں گیا وہاں فلاں مولوی بڑا اچھا ہے اس نے تو تین منٹ میں دو رکعت نماز پڑھا دی اور آٹھ رکعتوں میں قرآن کریم کا ایک پارہ ختم کردیا۔ تو جب اسے پوچھو کہ کچھ سمجھ بھی آئی؟ سمجھ آئی یا نہ آئی اس نے بہرحال قرآن کریم پڑھ دیا تھا۔ وہ ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ حالانکہ حکم یہ ہے کہ قرآن کریم غور سے اور سمجھ کر پڑھو، ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کریم خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)

تو یہ مزید کھل گیا کہ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔

اور کس طرح پڑھنا چاہئے؟ اس کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے۔ اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مددوحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا

ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدثات میں داخل ہوگی۔ رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کیلئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر ایک اور قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا تعالیٰ کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلاں راہ سے اگر سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں‘‘ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۹۱۵ جدید ایڈیشن)

یہ باتیں ہوتی ہیں کہ اس طرح سورۃ یاسین پڑھی جائے تو برکت ہوگی اور اگر اس طرح ہوگی تو نہیں ہوگی۔

پس ہر ایک کو اس نصیحت پر عمل کرنا چاہئے، دلوں کو پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس طرح غور اور تدبر سے پڑھنا چاہئے جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔ پھر ہر ایک جائزہ لے کہ کتنے حکم ہیں جن پر میں عمل کرتا ہوں۔ تو اگر روزانہ تلاوت کی عادت ہو اور پھر اس طرح روزانہ جائزہ ہو تو کیا دل کے اندر کوئی برائی رہ سکتی ہے۔ کبھی نہیں۔ تو یہ بھی ایک پاک کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے‘‘۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۰۹۔۳۰۸)

اللہ کرے کہ ہم خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے والے ہوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے والے ہوں اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصار اللہ کے ذمہ خلافت ثالثہ میں یہ لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں، قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔ گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصار اللہ میں بھی 100 فیصد قرآن کی تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو یہی صورتحال سامنے آئے گی۔ اور پھر یہ کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں آج انصار اللہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے یہ بھی ان کے پروگرام میں ہونا چاہئے کہ اپنے گھروں میں خود بھی پڑیں اور اپنے بیوی بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو۔ لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 الحکم 17 جنوری 1907ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۹۱ الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کے مقام کو پہچانیں اور اپنی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ ﴿بحوالہ خطبات مسرور جلد دوم صفحہ ۶۸۱ تا ۶۹۹﴾

فضائل قرآن مجید

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اُسکی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلامِ پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لا علمی
سخن میں اُسکے ہمتائی کہاں مقدورِ انساں ہے

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

اَرے لوگو کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کُفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دِل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑگئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اس پہ قرباں ہے

(درثمین)

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Syed Bashir Ahmed
Proprietor
Aliaa Earth Movers
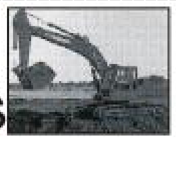
(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

خلافتِ احمدیہ اور خدمت قرآن

............(عبدالمومن راشد استاذ جامعہ احمدیہ قادیان)............

خلیفہ نبی کی وفات کے بعد اُس کا جانشین ہوتا ہے اور جو کام خدا کا نبی شروع کر چکا ہوتا ہے۔ خلیفہ انہی کاموں کو مزید وسعت دیتا ہے اور مضبوط و مستحکم کر کے پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ خلفائے احمدیت نے خدمت قرآن کو اپنے اپنے دور خلافت میں نہ صرف جاری رکھا بلکہ اُس کو آگے بڑھایا اور خدا کے فضل سے ہر خلیفہ کی مساعی اپنے وقت میں ثمر آور اور کامیابیوں سے ہمکنار ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دور میں خدمت قرآن

قبل اس کے کہ آپ کی عظیم خدمات کا ذکر ہو آپ کے عشق و محبت قرآن کا مختصر الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

''مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا ہی کی کتاب پسند آئی۔''

''مجھے قرآن مجید سے بہت محبت ہے اور بہت محبت ہے قرآن مجید میری غذا ہے میں سخت کمزور ہوتا ہوں قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ میں طاقت آجاتی ہے''۔

ایک دفعہ فرمایا:

''خدا تعالیٰ مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا حشر کے میدان میں بھی قرآن شریف پڑھوں پڑھاؤں اور سناؤں۔''

آپ فرماتے ہیں:

''بعض وقت میں نے قرآن کے تین تین لفظوں کو علیحدہ چھانٹ کر دیکھا ہے کہ انہیں تین الفاظ سے میں دین کے تمام مذاہب کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔''

جس مقدس ہستی پر یہ عظیم الشان کلام نازل ہوا۔ اپنے اُس محسن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب میں اپنے نبی پر نازل ہونے والے قرآن مجید میں عطاء غیر مجذوذ پڑھتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ اُس پیارے نبی کے قدم چوم چوم کے اس کے قربان ہوں جاؤں جس نے میری فطرت کا تقاضا پورا کر دیا۔''

اپنی خلافت کے دوران ۱۹۱۰ء میں فرمایا:

''میری طبیعت تو ضعیف ہے مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں معلوم نہیں کہ کس وقت موت آجائے۔ کچھ قرآن سنا دیا جائے تو اچھا ہے۔''

مزید آپ فرماتے ہیں: ''میں تم کو قرآن سناتا ہوں مدّعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اُٹھاؤ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاج سے نجات ملتی ہے۔ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۵۷) آپ کی خدمت قرآن کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں:

''جماعت احمدیہ کے علم التفسیر کا ایک کثیر حصہ بلا واسطہ یا بالواسطہ آپ ہی کی تشریحات اور انکشافات پر مبنی ہے۔ آپ کے درس کا معتدبہ حصہ ضبط تحریر میں نہیں آسکا ہاں سننے والوں کے سینے اب تک اس بیش بہا خزانہ کے امین ہیں اور ہر احمدی کی تفسیر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے علم کی روشنی نظر آتی ہے۔

ہجرت فرما کر قادیان آنے کے بعد آپ نے اپنی وفات تک جماعت کو قرآنی علوم سے مامال کیا۔ حضور کے درس میں اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جایا کرتے تھے۔ آپ کے درس میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک وسیع سمندر ہے جس کا ایک حصہ موجزن ہے اور دوسرا حصہ ساکن اور عمیق اور اس میں سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق پانی پی رہا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے ذرّیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی شاگردی میں لے کر اپنی اِس فیضان برکات کو نہر جاریہ بنانے کا شرف حاصل فرمایا۔ ۱۹۱۳ء میں قادیان میں ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب امرتسر سے قادیان آئے انہوں نے اپنے قادیان قیام کے تاثرات ان الفاظ میں پیش کئے ہیں۔

مولوی نور الدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلّمہ پیشوا ہیں جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق دیکھا تو مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصۃ لِلّٰہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی صاحب کا طرز عمل قطعاً ریاء و منافقت سے پاک ہے اور اُن کے آئینہ دل میں صداقت اسلام کا ایسا زبردست جوش اور معرفت توحید کے شفاف چشمے وضع ہیں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعہ بروقت اُن کے بے ریا سینے سے اُبل اُبل کر تشنگان معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں مَیں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہیں اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعے قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہوگیا ہے۔ (منقول از تاریخ احمدیت جلد)

اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الھلال کلکتہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولوی حکیم نور الدین بھیروی ثم قادیانی عالم دہر تھے جس کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گذری۔ ہر مذہب وملت کے خلاف اسلام کا ردّ آپ نے آیات قرآنی سے کیا آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔

(الھلال ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء)

میونسپل گزٹ لاہور ۱۹ مارچ ۱۹۱۴ء نے لکھا:

''کلام اللہ سے آپ کو جو عشق تھا وہ غالباً کم عالموں کو ہوگا اور جس طرح آپ نے عمر کا آخری حصہ احمدی جماعت پر صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف آشکار فرمانے میں گذارا بہت کم عالم اپنے حلقہ میں ایسا کرتے پائے جائیں گے۔

خلافت ثانیہ میں خدمت قرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے اپنے پیش رو کی خدمت قرآن کو جاری رکھا اور قرآن کریم کی عظمت عزت اور حکومت کو دلوں پر قائم کرنے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو روبعمل لایا۔ حضور اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

''اور جب قرآن کریم ہی دنیا کو بیدار کر سکتا ہے اور وہی دنیا کی ہدایت کا موجب بن سکتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک نے قرآن کریم پڑھا ہے یا کیا اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش کی ہے؟ اگر ہم نے قرآن کریم نہیں پڑھا اور اسے سمجھنے اور پھیلانے کی کوشش نہیں کی تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم اسلام کے سپاہی نہیں کیونکہ ہم نے اس ہتھیار کی طرف توجہ نہیں کی جس کے ذریعہ سے یہ دنیا فتح ہو سکتی ہے۔ پس قرآن کریم کو نذیر قرار دیکر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ تم قرآن کریم کو بار بار پڑھو اور اسے سمجھنے پھیلانے کی کوشش کرو یہاں تک کہ جب تم بولو تو تمہاری زبانوں سے قرآن کریم جاری ہو اور جب تم لکھو تو تمہاری قلموں سے قرآن کریم جاری ہو اور تمہارے خیالات اور تمہاری خواہشات سب کی سب قرآن کریم کے تابع ہوں۔ اُس وقت تک دنیا تمہارے ذریعہ سے ہدایت نہیں پاسکتی۔

(تفسیر کبیر جلد صفحہ ۶ صفحہ ۴۳)

درس قرآن کریم

آپ نے ۱۹۱۰ء میں قرآن کریم کا درس دینا شروع فرمایا۔ پھر ۱۹۱۳ء کے وسط میں آپ دن میں دوبار درس قرآن دینے لگے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال کے قریب تھی۔ یہ درس نماز فجر اور ظہر کے بعد آپ ارشاد فرماتے تھے۔ قبل از خلافت ۱۹۰۹ء میں جب درس قرآن دیتے تھے تو اُس وقت جو آپ کے درس قرآن کا انداز بیان اور حقائق و معارف سے پُر درس ہوا کرتا تھا اُس کے بارے میں مخدوم محمد ایوب صاحب علیگ بی اے نئی دہلی تحریر کرتے ہیں:

''انہی ایام میں معلوم ہوا کہ حضرت میاں صاحب بھی درس فرمایا کرتے ہیں چنانچہ میں بھی وہاں حاضر ہوا مجھے اس درس میں صرف چند روز ہی شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ حضور نے قرآن کریم کے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے معارف وحقائق بیان فرما کر ایک طرف تو لایمسه الاالمطهرون کے مطابق اپنی پاکیزہ زندگی کا ثبوت دیا دوسری طرف کسی مشکل مقام قرآن مجید کے معنی معلوم کرنے کے لئے کوشش کرنے اور سمجھنے کے لئے دعائیں کرنے اور پھر اس کا حل پانے کا ذکر فرما کر اپنے عشق قرآن شریف اور تعلق باللہ کا ثبوت دیا۔

الغرض اس قلیل عرصہ میں مجھ پر حضور کے عشق و فہم قرآن کریم طہارت وتقویٰ تعلق باللہ اجابت دُعا اور مطہر زندگی کا گہرا اثر ہوا جو کہ باوجود مرورِ زمانہ کے دل سے ہرگز دور نہیں ہوا۔ اور یہی اثر تھا جو کہ بفضلہٖ تعالیٰ حضور کو خلیفہ برحق ماننے میں کام آیا۔ الحمد للہ علی ذالک یہ اُس وقت کی بات ہے۔ جس کو اب انتیس سال گذر چکے ہیں اور اب تو ماشاء اللہ حضور کا علم ایک بحر بے پایاں معلوم ہوتا ہے۔ جس کا کچھ انداز ہی نہیں اور حضور کا ہر ایک خطبہ بلکہ ہر ایک تقریر وتحریر اپنے اندر ایک ایسی جدّت اور شان رکھتی ہے کہ جس کی نظیر صفحہ ہستی پر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

(سوانح فضل عمر ا صفحہ ۳۰۲)

قرآن کریم کے علوم فرشتوں نے سکھائے

آپ خود بیان فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کریم کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اِس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔

(الموعود ۱۱۔۲۱)

اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے انہیں تفسیر قرآن کا چیلنج دیا اور فرمایا:

''آئیں بالمقابل بیٹھ کر قرآن کریم کی کسی آیت یا رکوع کی تفسیر لکھیں اور دیکھیں کہ کون ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ حقائق اور معارف کے دریا بہا دیتا ہے اور کون ہے جس کو اللہ تعالیٰ علوم کے سمندر عطا کرتا

ہے میں تو ان کے نزدیک جاہل ہوں کم علم ہوں۔ بچہ ہوں خوشامدیوں میں گھرا ہوا ہوں ناتجربہ کار ہوں پھر مجھ سے ان کا مقابلہ کرنا کون سا مشکل کام ہے وہ کیوں مردمیدان بن کر خدا تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ فیصلہ نہیں کرتے اور کیوں گیدڑوں اور لومڑیوں کی طرح چھپ چھپ کر حملہ کرتے ہیں۔
(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء)

علماء اور مفسرین قرآن کو آپ نے متعدد بار تفسیر نویسی کا چیلنج دیا لیکن کبھی کسی عالم یا مفسر قرآن کو خواہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں:

”میں جسے خدا تعالیٰ نے اُس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلے میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی۔“ (الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء)

ایک موقعہ پر آپ نے مختلف ماہرین علوم کو مخاطب کر کے فرمایا: ”دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے۔ دنیا کا کوئی سائنس دان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا ردّ ہو گیا اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خدا کے کلام سے ہی اس کا جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اُس کے اعتراضات کو رد کر کے دکھا دوں گا۔ (الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۵۸ء)

حضور انور قادیان میں ہفتہ کے روز صبح کے وقت قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد ربوہ میں آپ نے مستورات میں سلسلہ درس شروع فرمایا آپ کے ارشاد پر دینیات کلاس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور نظارت تعلیم و تربیت کے اشتراک سے ۱۹۴۵ء میں پہلی تعلیم القرآن کلاس بھی شروع کی گئی الغرض آپ کی ساری عمر خدمت قرآن میں گذری خلافت جیسے اہم دینی منصب پر فائز ہو کر آپ نے جو درس قرآن دیئے اور تفاسیر تصنیف فرمائیں ان کے بارہ میں جلیل القدر علماء ہند و پاک کے بعض تبصرے قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حضور نور اللہ مرقدہ کی یہ تفاسیر حقائق القرآن درس القرآن تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر کے نام سے شائع ہوئیں۔ آج بھی نظارت نشر و اشاعت سے یہ نہایت ہی قیمتی اور حقائق و معارف سے معمور تفاسیر حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ویسے حضور نے خطبات جمعہ و عیدین اور دوسرے خطابات جو جلسہ سالانہ کے مواقع پر ارشاد فرمائے ہیں یا دوسری متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں ان سب میں کسی نہ کسی قرآنی آیت کی ہی تفسیر بیان ہوئی ہے۔ سب میں قرآنی علوم کے ہیرے جواہر اور موتی سموئے ہوئے ہیں۔

ملت کے اِس فدائی پر رحمت خدا کرے

تراجم قرآن کریم

آپ کے بابرکت دور خلافت میں جہاں آپ نے جماعت کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت پیدا کی اور آسمانی نور سے اُن کے دلوں کو منور کیا اور قرآنی احکام کے فلسفہ اور حکمت سے آگاہ فرما کر قرآن شریف کے اوامر و نواہی کے مطابق اپنی زندگیاں گذارنے پر تیار فرمایا وہیں آپ نے اِس مقدس آسمانی کلام کو دنیا کے مختلف ملکوں میں اُن کی زبانوں میں پہنچانے کی کوشش فرمائی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم آپ کے دورِ خلافت میں منظر عام پر آئے۔ انگریزی، ڈچ، جرمن، سواحیلی، ھندی، گورمکھی، ملایائی، انڈونیشین، فیلشی، روسی، فرانسیسی، پرتگیزی، اطالوی، ہسپانوی، ان تراجم کو بھی غیر مذاہب والوں نے بنظر تحسین دیکھا ہے۔

خلافت ثالثہ میں خدمت قرآن

جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ منتخب ہوئے آپ خدا کے فضل سے حافظ قرآن تھے۔ آپ کے دور خلافت میں بھی خدمت قرآن کے عظیم فریضہ کو ہر ممکن بہتر طریق سے انجام دیا گیا۔

تعلیم القرآن کی تحریک

دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے ضروری اور سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ قرآنی علوم کو حاصل کیا جائے اور اس کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر حضورؒ نے احباب جماعت کو قرآن کریم سیکھنے کی پُر زور تحریک فرمائی اور بار بار اس طرف توجہ دلاتے رہے۔

حضور نے خطبہ جمعہ ۱۹ر فروری ۱۹۶۶ء میں فرمایا:

”ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بھی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم پڑھنا نہ آتا ہو۔“

پھر فرمایا: قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔ ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والے ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اُس کی تلاوت کر رہا ہو۔

اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے حضورؒ نے عہدیداران جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:

”میں پھر تمام جماعتوں کو تمام عہدیداران خصوصاً امرائے اضلاع کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کا سیکھنا جاننا اور اس کے علوم کو حاصل کرنا اور اس کی باریکیوں پر اطلاع پانا اور ان راہوں سے آگاہی حاصل کرنا جو قرب الٰہی کی خاطر قرآن کریم نے ہمارے لئے کھولے ہیں ازبس ضروری ہے۔ اس کے بغیر وہ کام ہرگز سرانجام نہیں دے سکتے جس کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس میں آپ کو ایک دفعہ پھر آگاہ کرتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی انتہائی کوشش کریں کہ جماعت کا ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بڑا نہ چھوٹا نہ مرد نہ عورت نہ جوان نہ بچہ کہ جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ جس نے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ (الفضل ۷ ۲ر جولائی ۱۹۶۶ء)

حضور انور کے اس ارشاد مبارک کی تعمیل میں نظارت تعلیم القرآن کا قیام عمل میں آیا اور پھر تمام جماعتوں میں قرآن کریم کی تعلیم کا انتظام کیا گیا اور دنیا بھر میں پھیلے مبلغین و معلمین تعلیم القرآن کے کام کو ہر ممکن طریق سے انجام دینے کی کوشش کرنے میں لگے رہے۔ علاوہ ازیں حضور نے مجلس موصیاں کو بھی تعلیم القرآن کا کام سپرد فرمایا تھا۔ حضور انور نے اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اس اہم کام کو کامیاب بنانے کے لئے وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔ یعنی ایسے افراد کی ضرورت ہے جو قرآن مجید جانتے ہوں اور اپنے وقت کا کچھ حصہ اس خدمت کے لئے پیش کریں۔

حضور نے احباب جماعت سے مطالبہ کیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں وقف عارضی کی تحریک میں شامل ہوں اور جہاں ان کو بھجوایا جائے بشاشت قلبی سے وہاں جائیں اس سلسلے میں حضور نے فرمایا:

”میں جماعت کو یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے انہیں بجا لانے کی پوری کوشش کریں۔“ (الفضل ۲۳ر مارچ ۱۹۶۶ء)

آپ نے مزید فرمایا:

وقف عارضی میں مجھے ہر سال کم از کم پانچ ہزار واقفین چاہئیں اس کے بغیر ہم صحیح رنگ میں تربیت نہیں کر سکتے۔ (الفضل ۱۰ر جولائی ۱۹۶۶ء)

آپ کی تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی تحریک کو بارگاہِ رب العزت میں قبولیت کی بشارت ملنے پر آپ نے فرمایا:

”اُس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی جو نور میں نے اُس دن دیکھا تھا۔ وہ قرآن کریم کا نور تھا۔ جو تعلیم القرآن کی سکیم اور وقفِ عارضی کی سکیم کے تحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہم میں برکت ڈالے گا اور انوار اسی طرح زمین پر محیط ہو جائیں گے جس طرح اُس نور کو زمین پر محیط ہوتے دیکھا ہے۔ (الفضل ۱۰ر جولائی ۱۹۶۶ء)

اگر ایک طرف حضور نے افراد جماعت کو قرآنی انوار سے منور فرمانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی تو دوسری طرف آپ نے اِس روح پرور آسمانی پیغام کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کا سلسلہ عالمی سطح پر شروع فرمایا چنانچہ آپ کے مبارک دور میں یورپ امریکہ اور افریقہ کے ہوٹلوں میں ہزاروں کی تعداد میں قران کریم رکھوائے گئے۔

آپؒ فرماتے ہیں:

”ایک دن مجھے یہ بتایا گیا کہ میرے دور خلافت میں پچھلی دو خلافتوں سے زیادہ اشاعت قرآن کریم کا کام ہوگا چنانچہ اب تک میرے زمانے میں پچھلی دو خلافتوں کے زمانہ سے قرآن مجید کی دوگنا زیادہ اشاعت ہو گئی ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک قرآن کے کئی لاکھ نسخے طبع کروا کر تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ (دورہ مغرب ۱۹۸۰ء)

آپ نے اپنے عہد مبارک میں صد سالہ جوبلی کے پروگرام کا بھی اعلان فرمایا تھا۔ اس پروگرام میں دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں اشاعت قرآن کا منصوبہ شامل تھا۔

اشاعت قرآن

اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا:

”اِس وقت یورپ اور افریقہ کی چھ مشہور زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو چکے ہیں۔ فرانسیسی زبان کے ترجمہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ روسی زبان میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ چینی اسپینش اٹالین ..... کے علاوہ مغربی افریقہ کی دو ایسی مشہور زبانوں میں جو کثرت سے بولی جاتی ہیں، ترجمہ کی ضرورت ہے۔ یوگوسلاوین زبان میں بھی مختصر تفسیری نوٹوں کی اشاعت کی ضرورت ہے، عربی زبان میں حضرت اقدس کی قرآن کریم کی تفسیر شائع کرنی چاہئے فارسی زبان میں بھی ترجمہ و مختصر تفسیری نوٹس کرنے چاہئیں۔
(سالانہ اجتماع انصار اللہ ۹ر اکتوبر ۱۹۷۶ء)

خلافت رابعہ میں خدمت قرآن

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی رحلت کے بعد منشاء الٰہی کے مطابق حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ جون ۱۹۸۲ء کو خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے نہایت ہی بابرکت دور خلافت میں اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کا ایک نیا دور شروع ہوا اور کوئی ابتلا کوئی آزمائش خواہ حکومتی سطح پر کیوں نہ ہو خدمت دین کے فریضہ کو انجام دینے میں آڑے نہ آسکی۔ خدا کے فضل سے آپ کی بابرکت قیادت و سیادت میں جماعت نے برق رفتاری سے ترقی کی ہے اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا کام دنیا کے ۱۸۶ ملکوں میں وسعت اختیار کر گیا۔ تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں اختصار کے ساتھ آپ کے عہد مبارک میں خدمت قرآن کی چند جھلکیاں تحریر کی جاتی ہیں۔

درس قرآن

۱۰ر جون کو آپ خلیفہ منتخب ہوئے ۲۳ر جون کو آپ نے رمضان المبارک کے آغاز پر مسجد مبارک

ربوہ میں سورہ فاتحہ کے درس سے قرآن کریم کے درس کا آغاز فرمایا۔ اور رمضان کے اختتام پر ۲۱ جولائی کو آخری ۳ سورتوں کا درس ارشاد فرمایا اور دعا کروائی۔

۱۹۸۴ء کے رمضان المبارک میں حضور نے ۲ جون سے ہفتہ میں ایک بار درس القرآن انگریزی میں ارشاد فرمائے۔ ۱۹۸۵ء میں ہفتہ اور اتوار کو ۱۹۸۷ء میں ہر جمعہ اور اتوار درس دیتے رہے۔

عالمی درس القرآن

الٰہی بشارت کے بموجب آپ کے مبارک وجود سے عالمی درس القرآن کا آغاز ہوا۔ ۲۷ر فروری ۱۹۹۳ء سے حضور انور نے مسلم ٹیلیویژن پر Live عالمی درس القرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہ درس ہفتہ میں ۲ دن ہوتا رہا۔ ۱۹۹۴ء میں ۱۲ر فروری سے سوائے جمعہ باقی ۶ دن درس ارشاد فرمایا اور یہ سلسلہ ۲۰۰۰ء تک جاری رہا۔ پیارے آقا نے ہفتہ اور اتوار کے دن سوالات کا موقعہ بھی فراہم فرمایا تھا۔ آخری درس ۱۵ر دسمبر ۲۰۰۱ء کو ارشاد فرمایا۔ حضور درس کے آخری دن اجتماعی عالمگیر دعا کرواتے رہے۔ اِن درسوں میں آپ نے مختلف مسائل جیسے نظام وراثت، معجزات، عورتوں کا مقام وغیرہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی نیز مستشرقین اور شیعہ علماء کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضوں کے تسلی بخش جوابات مرحمت فرمائے ہیں۔ حقائق و معارف اور علم و عرفان سے معمور درس القرآن MTA سے اب بھی سنے جا سکتے ہیں۔ جو باقاعدگی سے نشر ہوتے ہیں۔

تراجم قرآن کریم

خدا کے فضل سے حضور کے بابرکت دورِ خلافت میں ۵۶ کے قریب مختلف زبانوں میں تراجم شائع ہوئے پھر حضور نے ۹ جون ۱۹۸۶ء کو خطبہ عیدالفطر میں صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر دنیا کی ۱۰۰ زبانوں میں منتخب آیات اور احادیث کے تراجم شائع کرنے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۸۹ء تک ۱۱۷ زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات منتخب احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے منتخب اقتباسات شائع کر دیئے گئے۔ علاوہ ازیں حضور نے یہ بھی تحریک فرمائی کہ قرآن کریم کے مکمل تراجم کے لئے مختلف احباب یا خاندان ایک ایک ترجمہ کا مکمل خرچ برداشت کریں۔ پیارے آقا نے چینی زبان میں ترجمہ قرآن کا خرچ خود برداشت فرمایا تھا۔

ترجمۃ القرآن

اللہ تعالیٰ نے حضور انور کو اس عظیم اور مقدس آسمانی کتاب کا ترجمہ کرنے کی بھی سعادت فرمائی۔ حضور نے ۱۵ر جولائی ۱۹۹۴ء کو MTA پر ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز فرمایا۔ ۲۴ر فروری ۱۹۹۹ء کو اس کی تکمیل ہوئی۔ ۲۰۰۰ء میں یہ ترجمہ کتابی صورت میں شائع ہوا۔

مورخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد فرماتے ہیں:

’’اس اردو ترجمہ کو یہ منفرد اور عدیم المثال خصوصیت حاصل ہے کہ ترجمہ اکیسویں صدی کے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور نئی صدی کے ہر چیلنج کا جواب اس میں موجود ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی ذات میں ایک ایسی تفسیر کا قائم مقام ہے جس پر متضرّ عانہ دُعاؤں اور گہرے اور باریک مطالعہ سے فہم قرآن کے بے شمار دریچے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ اپریل ۲۰۰۱ء صفحہ ۹)

قادیان میں یہ ترجمۃ القرآن نظارت نشر و اشاعت سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مدرسہ حفظ القرآن

ربوہ اور قادیان میں قرآن کریم حفظ کرنے کا انتظام ہے۔ ربوہ میں باقاعدہ مدرسۃ الحفظ ہے جبکہ قادیان میں جامعہ احمدیہ میں درجہ حفظ موجود ہے۔ جہاں سے سیکڑوں بچے مکمل قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

حضور انور نے ۲۰۰۰ء میں ربوہ میں مدرسۃ الحفظ کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے سپرد فرمایا اور اس میں بہت سی اصلاحات بھی عمل میں لائی گئیں۔

جبکہ بچیوں کے لئے عائشہ دینیات اکیڈمی میں حفظ قرآن کا انتظام ہے۔ اللہ کے فضل سے احمدی بچیاں بھی حفظ قرآن کی سعادت پا رہی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

۲ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو برطانیہ میں مدرسہ حفظ القرآن قائم ہوا جس میں جز وقتی کلاسوں کے ذریعہ بچوں کو قرآن کریم حفظ کروایا جاتا ہے۔ حضور نے اس کلاس کا نام الحافظون تجویز فرمایا ہے۔ حضور نے کئی بار حفظ قرآن کی تحریک کرتے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہر احمدی کم از کم وہ آیات یاد کرے جو حضور نمازوں میں تلاوت فرماتے تھے۔

نظارت تعلیم القرآن وقفِ عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد مبارک میں ربوہ کی طرح قادیان میں بھی نظارت تعلیم القرآن وقف عارضی کا قیام عمل میں آیا۔ جو ہندوستان بھر میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعتوں میں نہ صرف احمدی احباب کو بلکہ بنی نوع انسان کو انوار قرآنیہ سے روشناس کرنے میں مصروف ہے۔

خلافت خامسہ میں خدمتِ قرآن

الٰہی بشارتوں کے بموجب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وصال کے بعد حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ عالمگیر کے پانچویں خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کے مبارک اور عہد ساز دور میں احیائے دین اور اقامت شریعت کو پورا کرنے کے لئے آغازِ خلافت سے ہی نئی فتوحات اور کامیابیوں کے جلو میں منصب امامت کے فرائض آپ نے انجام دینے شروع فرمائے خدمت قرآن کے عظیم الشان فریضہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:

تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ پڑھنے کی تلقین

’’ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں پھر ترجمہ پڑھیں، پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر پڑھیں یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہرحال ایک کام ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطبات سے ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔

(خطبہ جمعہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۵ء)

ایک اور خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’بہرحال ایک احمدی کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں۔ ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل کرنا ہے۔ (خطبہ جمعہ ۲۴ر ستمبر ۲۰۰۴ء)

۱۶ر ستمبر ۲۰۰۵ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

’’پس ایک احمدی کو باریکی میں جا کر اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اگر آپ یہ کر لیں گے تو ان ملکوں میں بھی اور دنیا میں ہر جگہ جہاں احمدیوں کے چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں رنجشیں پیدا ہوتی ہیں۔ دلوں میں بغض اور کینے پلتے بڑھتے ہیں، ان کی اصلاح ہو جائیگی۔ پس اپنی اصلاح کے لئے قرآن کریم کو غور سے پڑھیں۔ اور اس کے احکامات کو زندگیوں کا حصہ بنائیں ورنہ آنحضرت صلعم کے اس انذار کے نیچے بھی آ سکتے ہیں۔

ایک اور خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو جو دنیا بھر کے ۱۸۶ ملکوں میاں پھیلے ہوتے ہیں۔ مخاطب کر کے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عبادت گذار بندہ بنائے۔ ایسا بندہ جس کا اللہ سے دوستی کا معاملہ ہو۔ یاد رکھیں دوستوں کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں۔ یہ نہ ہو کہ جب خدا ہم سے قربانی مانگے تو ہم پیچھے ہٹنے والے ہو جائیں۔ نہیں بلکہ کامل وفا کے ساتھ اپنے پیارے خدا کے ساتھ چمٹے رہیں۔ آنحضرت صلعم کی لائی ہوئی اس کامل اور مکمل کتاب کو ہمیشہ راہنما بنائے رکھیں اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں اور اُس کا پرچار کرنے والے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (خطبہ جمعہ ۱۹ اپریل ۲۰۰۴ء)

دوسری خدمت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جہاں احباب جماعت کو قرآن شریف ناظرہ پڑھنے۔ اُس کا ترجمہ سیکھنے اور مزید غور و فکر کرنے کی طرف بار بار تاکید و تلقین فرمائی۔ وہیں جامعہ احمدیہ ربوہ جامعہ احمدیہ قادیان۔ جامعہ احمدیہ کینڈا۔ اس طرح دیگر ممالک میں قائم جامعوں میں زیر تعلیم طلباء و اساتذہ کرام کو روزانہ ایک پارہ قرآن کریم پڑھنے کا بھی نہایت ہی بابرکت ارشاد فرمایا اور ایک پارے کی تلاوت پر کم از کم ایک گھنٹہ صرف کر کے غور و فکر کرنے کی تلقین فرمائی۔ جامعہ احمدیہ کے اساتذہ و طلباء حضور انور کے مذکورہ ارشاد پر کما حقہ عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ الحمد للہ

تیسری خدمت

حضور انور کے عہد مبارک میں قرآن شریف کے تراجم کا کام اور اس کے ساتھ ساتھ اشاعت کا کام بھی جاری ہے۔ خلافت رابعہ میں ۵۶ قرآن کریم

باقی صفحہ 30 پر ملاحظہ فرمائیں

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
کاشف جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
گولبازار ربوہ
047-6215747

ارشاد نبویؐ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471,2237-8468

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کے متعلق
قرآنی تعلیمات

.................(محمد عمر ناظر اصلاح وارشاد قادیان).................

موجودہ زمانہ میں جب ہم دینی ودنیاوی اور سیاسی ومعاشرتی حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آج ساری دنیا بے چینی اور ذہنی کشمکش اور بحرانی کیفیت کا شکار ہے۔ افراد بھی غیر مطمئن اور قومیں بھی بے تاب ہیں تمام ممالک خواہ مغربی ہوں یا مشرقی پرخطر ہلاکت خیز حالات سے گھرے ہوئے ہیں۔

مادی ترقیات نے انسان کو دنیا کمانے اور اُس کے مال ومتاع کے حصول کیلئے دیوانہ کر رکھا ہے۔ اس کیلئے قتل وغارت اور لوٹ مار سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج اخلاقی اقدار کو خیر باد کہا جارہا ہے اور باہمی اخوت واخلاص اور انسانی ہمدردی ایک موہوم سا خیال بن کر رہ گئی ہے۔ یہ تشویشناک صورت حال کیوں پیدا ہوئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ یہ دنیاوی زندگی ہی سب کچھ ہے اور اُسے موت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ

جائیں گے جب یہاں سے کوئی نہ ساتھ ہوگا
دو گز کفن کا ٹکڑا تیرا لباس ہوگا

اور انسان اپنی پیدائش کی غرض کو بھول جاتا ہے دنیا میں جتنے بھی فتنہ وفساد خونریزی اور غارت گری کا بازار گرم ہوتا ہے اس کی یہی وجہ ہے

لفظ انسان میں ہی اس کی پیدائش کی غرض موجود ہے یعنی انسان دو انسوں یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے ایک محبت الٰہی اور دوسرا شفقت علی خلق اللہ۔

جب ہم تمام مذاہب کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ تمام مذاہب کی تعلیمات دو باتوں پر یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد پر مبنی ہیں۔

خاکسار اس موقعہ پر اسلام کی ان پرامن اور رواداری کی تعلیمات کی طرف روشنی ڈالنا چاہتا ہے جو غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں ہیں مذہبی تعصب اونچ نیچ کے رجحان اور نسلی قومی اور خاندانی امتیازات کو دور کرنے کیلئے اسلام کی یہ عظیم الشان تعلیم ہے کہ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَا کُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنَا کُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْر۔

(الحجرات:14)

یعنی اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو ایک دوسرے سے پہچاننے اور متعارف ہونے کیلئے کئی گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے خدا تعالیٰ یقیناً بہت علم رکھنے والا اور بہت باخبر ہے۔

یعنی قومیں اور نسلیں وغیرہ صرف باہمی امتیاز کے لئے بنائی گئی ہیں نہ کہ اسے باہم تفاخر اور تکبر کا ذریعہ بنایا جائے۔

چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

یَااَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَّاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ۔ اَلَا لَافَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَالِاَ سْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر منٰی کے مقام میں خطبہ دیا اس میں آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

" اے لوگو۔ تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ پس ہوشیار ہو کر سن لو کہ عربوں کو عجمیوں (یعنی غیر عربوں) پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے اسی طرح سرخ وسفید رنگ والوں کو کالے رنگ والے لوگوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں جو بھی ان میں سے اپنی ذاتی نیکی سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے۔

آپؐ نے مزید فرمایا:

اے لوگو.......... تمہاری جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے دن تک ایک دوسرے کے حملوں سے محفوظ کر دیا ہے تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ تم سب برابر ہو۔ تم لوگ خواہ کسی بھی قوم یا قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اور کسی بھی درجہ کے مالک ہو سب آپس میں برابر ہیں جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے کے برابر ہیں اسی طرح تمام بنی نوع انسان آپس میں برابر ہیں۔ کوئی شخص بھی دوسرے پر کسی امتیازی حق یا بڑائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

یاد رکھو تم سب بھائیوں کی طرح ہو جس طرح یہ مہینہ اور یہ سرزمین اور یہ دن تمہارے لئے قابل احترام ہیں بالکل اسی طرح خدا نے تم میں سے ہر شخص کی جان مال اور عزت کو حرام قرار دیا ہے۔ کسی آدمی کی جان یا مال لینا یا اُس کی عزت پر حملہ کرنا ایسا ہی ظلم اور ایسی ہی معصیت ہے جیسا کہ اس سرزمین کی حرمت کو توڑنا۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" اے ہم وطن بھائیو وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان اِنسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ مثلاً جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں پارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یوروپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں سب کیلئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کیلئے اُس کا سورج اور چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں اس کے پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اُس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاقِ ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسان سے مُروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

(پیغام صلح صفحہ ۲۔۳)

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور ہمدردی کے سلوک کے تعلق سے اسلام کی عظیم الشان اور بے نظیر تعلیم، سب اقوام کے ساتھ عدل وانصاف کو روا رکھنے کی یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِ مَنَّکُمْ شَنْاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْاھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا للّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِّمَاتَعْمَلُوْن (سورۃ مائدہ نمبر 9)

یعنی اے مسلمانوں تم خدا کی خاطر دنیا میں نیکی اور عدل قائم کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور چاہئے کہ کسی قوم کی مخالفت تمہیں عدل وانصاف کے رستے سے نہ ہٹائے بلکہ تم سب کے ساتھ عدل وانصاف کا سلوک کرو۔ کیونکہ یہی طریق تقویٰ کا تقاضا ہے۔ پس تم متقی بنو اور یاد رکھو خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کے بارے میں خوب باخبر ہے۔

یہ تعلیم غیر حکومتوں اور غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات استوار کرنے کیلئے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ اصول ایسا پیارا اور زریں ہے کہ اگر اس پر پوری طرح عمل پیرا ہو جائیں تو بین الاقوامی تعلقات کبھی بگڑتے نہیں۔

قرآن مجید نے مذہبی رواداری اور آزادی ضمیر کی بے نظیر تعلیم دی ہے اور اعلان کیا کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ کہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر واکراہ کی اجازت نہیں۔ نیز فرمایا فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَکْفُرْ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔

گویا کہ اسلام مذہبی معاملہ میں کسی قسم کے جبر و اکراہ کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ہے غیر قوموں اور دیگر اہل مذاہب کی دینی معاملہ میں زیادتیوں کے جواب میں کسی قسم کی زیادتی کی اجازت نہ دیتے ہوئے قرآن مجید کی یہ تعلیم ہے کہ

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنْاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَاب۔

(المائدہ:۲)

یعنی ایسی قوم جس نے تمہیں بیت اللہ سے روکا اُس کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کر بیٹھو اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور خدا سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

جنگ کے موقعہ پر اسلامی تعلیم کی رو سے دشمن قوم حتی کہ مشرکین کا امن کے ساتھ زندہ رہنے کا حق بھی تسلیم کیا ہے اور نہیں پناہ مانگنے پر پناہ دینے کی تلقین کی ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنِ اسْتَجَارَکَ فَأَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَأْمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ۔

یعنی مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو تُو اُسے پناہ دے یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی سن لے پھر اُسے اُس کی محفوظ (اور پرامن) جگہ تک پہنچا دے یہ اس لئے کہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جو علم نہیں رکھتے۔

(التوبہ:٦)

اسلام کی غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کے تعلق میں حسین تعلیم یہ ہے کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًابِغَیْرِ عِلْمٍ۔

جن کو وہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں تم اُن کو گالیاں مت دو ورنہ وہ بھی خدا تعالیٰ کو دشمنی کی راہ سے نادانی میں گالی دیں گے۔ (الانعام:109)

اسلام نے غیر مسلم اقوام کے ساتھ صلح وآشتی اور رواداری کی تعلیم دیتے ہوئے دوسری اقوام کے مذہبی بزرگوں کے احترام کا حکم صادر فرمایا ہے۔

مذہبی منافرت اور مناقشت کی وجوہات میں سے

ایک بہت بڑی وجہ ایک قوم کا دوسری قوم کے مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کا احترام نہ کرنا ہے اس معاملہ میں اسلام یہ تعلیم پیش فرماتا ہے کہ خدا کسی ایک قوم یا ایک ملک کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ سارے جہانوں کا رب یعنی رب العالمین ہے۔ خدا تعالیٰ نے وَخَلَقَ لَكُمْ مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فرما کر لوگوں کی جسمانی ضرورتوں کا انتظام فرمایا اور اُس نے دنیوی جسمانی زندگی کیلئے ایسے سامان پیدا فرمائے ہیں جو کسی ایک قوم یا ملک کے ساتھ خاص نہیں۔ اسی طرح اُس کی ازلی رحمت نے دنیا کی روحانی زندگی کے لئے بھی سب کے ساتھ مساویانہ سلوک فرمایا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ۔

یعنی ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیج کر لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ صرف خدا کی پرستش کرو اور شیطانی رستوں سے اجتناب کرو لیکن افسوس کہ بعض نے ہماری نصیحت کو مانا اور بعض نے گمراہی کا رستہ اختیار کر لیا۔ (النحل:37)

اور فرمایا: وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ (الفاطر:25)

یعنی دنیا کی ایک قوم بھی ایسی نہیں جس کی طرف ہم نے کوئی نذیر بھیج کر ان کے لئے ہدایت کا سامان پیدا نہ کیا ہو۔

ان آیات کریمہ کے ماتحت ایک مسلمان کیلئے ہر قوم کے مذہبی پیشوا کو خدا کے ایک نبی اور رسول کی حیثیت سے قبول کرنا اُس کا مذہبی فریضہ بن جاتا ہے ایک مسلمان کیلئے ہندوؤں کے شری کرشن مہاراج اور رام چندر جی مہاراج بدھ مذہب والوں کے شری گوتم بدھ پارسیوں کے زرتشت چینیوں کے کنفیوشس یہودیوں کے موسیٰ اور عیسائیوں کے مسیح علیہم السلام سب پر ایمان لانا ضروری ہے جن کے ذریعہ دنیا نے اپنے اپنے وقت میں ہدایت کی روشنی حاصل کی تھی۔

حضرت رسول مقبول صلعم نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعہ اس مبارک تعلیم کو عملی جامہ پہنا کر دوسری اقوام کے مذہبی پیشواؤں کے عزت و احترام کو قائم فرمایا۔

چنانچہ ایک دفعہ جب ایک صحابی نے کسی یہودی کے سامنے آنحضرت ﷺ کی حضرت موسیٰ پر فضیلت کا ذکر کیا جس سے اس کے دل کو بہت صدمہ پہنچا اور جب اس واقعہ کا ذکر حضرت رسول کریم صلعم تک پہنچا تو آپ نے اس صحابی کو ملامت فرمائی اور فرمایا کہ یہ تمہارا کام نہیں کہ خدا کے نبیوں میں اس طرح بعض کو بعض پر فضیلت بیان کرو' اس طرح آپ نے یہودی کی دلداری فرمائی۔

(بخاری کتاب بدء الخلق)

اسی طرح ایک موقعہ پر جب کہ آپؐ طائف سے مکہ کو واپس آرہے تھے آپ کو ایک عداس نامی شخص ملا۔ اُس نے آپ سے ذکر کیا کہ میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔ اُس وقت آپ نے بے ساختہ فرمایا "نینوا وہ تو یونس بن متی کا شہر ہے! یونسؑ تو میرے بھائی تھے میں اُسی خدا کا رسول ہوں جس نے یونس کو مبعوث فرمایا تھا۔ (سیرت ابن ہشام جلد نمبر 1 صفحہ 147)

غرضیکہ مختلف مذاہب اور اقوام کے درمیان رواداری کے قیام کے لئے پیشوایان مذاہب کا احترام بہت ضروری ہے۔

چنانچہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں (اوتاروں) کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں یہی اصول ہے جو خدا نے ہمیں سکھایا اور اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اصول کے تحت جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دُنیا کے مختلف ممالک میں پیشوایان مذاہب کے احترام میں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں جن میں ان مامورین من اللہ کے اوصاف حمیدہ اور پرامن تعلیمات پیش کی جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں نہایت پیار ومحبت اور اخوت و رواداری کی امن بخش فضاء قائم ہوتی ہے۔

دُنیا میں دائمی امن کے قیام کیلئے اور رواداری اور اتحاد بین المذاہب والاقوام کیلئے تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت اور احترام کی بھی اسلام تعلیم دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوَاتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ۔ (الحج:41)

اگر ہم ظالموں میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ شرارت سے اور حملہ کرنے سے باز نہ رکھتے یعنی حملہ کو روکنے کیلئے مدافعت کی اجازت نہ دیتے تو عیسائیوں کے گرجے یہودیوں کی عبادت گاہیں متفرق مٹھ اور مندر وغیرہ اور مساجد جن میں خدا کا کثرت کے ساتھ نام لیا جاتا ہے منہدم کر دیئے جاتے۔

دنیا میں مختلف مذاہب کے درمیان رواداری پیدا کرنے کیلئے اسلام کی یہ بے نظیر اور نہایت امن بخش تعلیم ہے۔ اسلام کی یہ وہ تعلیم ہے جس کے ذریعہ ہر عبادت گاہ کی حفاظت کی جاتی ہے۔

اسلام امن وسلامتی اور صلح و آشتی کا مذہب ہے اور جنگ وجدال سے منع فرماتا ہے تاہم دشمن حملہ آور ہوں تو اپنے دفاع کا حق دیتا ہے ایک عرصہ دراز تک آنحضرت صلعم اور آپ پر ایمان لانے والے مختلف ظلم وستم کے شکار ہوتے رہے۔ پھر بھی آپ نے اِنِّي اُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوْا فرما کر عفو اور درگذر سے ہی کام لیتے رہے اور کسی قسم کے جنگ و جدال میں پہل نہیں کی بالآخر ظلم وستم سے تنگ آکر آپ کو ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ میں آنا پڑا وہاں بھی دشمنوں نے چین سے زندگی گذارنے نہیں دی تو خدا تعالیٰ نے مظلوم مسلمانوں کو اپنی مدافعت کی اجازت دی اور یہ حکم نازل فرمایا اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا کہ وہ لوگ جن سے (بلاوجہ) جنگ کی جارہی ہے اُن کو بھی دفاعی جنگ کی اجازت دی جاتی ہے اس لئے کہ اُن پر ظلم کیا جاتا رہا تھا۔

(سورہ الحج آیت 40)

اس اذن میں بھی اسلامی جہاد کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا وَقَاتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (البقرہ:181)

یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں اُن سے لڑو جو تم سے جنگ کرتے ہیں لیکن کبھی بھی تمہیں زیادتی کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ یقیناً خدا تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

باوجود اس کے کہ جنگ میں پہل کفار مکہ کی طرف سے ہوئی تھی جیسا کہ فرمایا وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (التوبہ:13)

مسلمانوں کو یہی حکم تھا کہ اگر دشمن جب بھی صلح کی خواہش کرلے تو اُن کے ساتھ مصالحت کیا کرو جیسا کہ فرمایا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ (الانفال:62)

کہ اگر وہ (دشمن) صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی صلح کیلئے جھک جاؤ۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جنگ کے آداب اور مستقل ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ۔

جنگ کے دوران کسی عمر رسیدہ بوڑھے کو، کم سن بچہ کو اور عورت کو قتل نہ کرو خیانت کرتے ہوئے مال غنیمت پر قبضہ نہ کرو۔ حتیٰ الوسع اصلاح اور احسان کا معاملہ کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)

اسی طرح جنگ کے بارے میں اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اُن کے مذہب کی مقدس چیزوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے کوئی پھلدار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ ہی کسی آبادی کو ویران کیا جائے اور کسی جانور کو سوائے اس کے جسے کھانا مقصود ہو ذبح نہ کیا جائے۔ کسی کو آگ سے نہ جلائیں (مؤطا امام مالک کتاب الجہاد)

یہ ہیں اسلامی جہاد کے آداب اور اُس میں اپنائے جانے والے اُصول! لیکن اس زمانہ میں نام نہاد جہادی والوں کی طرف سے جہاد کے نام پر جو اندھا دھند قتل و غارت کی جاتی ہے اور انسانوں کو زندہ جلایا جاتا ہے بوڑھوں عورتوں اور بچوں کو گولہ باری اور بم دھماکوں کے ذریعہ قتل کیا جاتا ہے اس سے اسلام کو بدنام کیا جارہا ہے جس سے دُشمنان اسلام کی طرف سے ناجائز فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔

اس قسم کے ظلم و تعدی کو اسلام کے ساتھ دُور کا بھی تعلق نہیں۔ نہ صرف یہ حرکتیں اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں بلکہ غیر انسانی اور بہیمانہ حرکتیں ہیں۔

آخر میں اس زمانہ کے مامور ربانی اور صلح و آشتی کے پیغمبر اور اخوت و رواداری کے عظیم الشان اور سب سے بڑے علمبردار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک روح پرور اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

" ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ہندو ہمسایہ کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اُٹھتا کہ آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کو چھڑانے کیلئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دُشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہو ان کے عقائد کی اصلاح کرتا ہوں۔ (سراج منیر صفحہ 18)

نیز فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب وملت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ قرضہ داروں کے قرضے دو اور زیر باروں کے بار اُٹھاؤ اور بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔

اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ احسان کرو جیسے بچے سے اس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے۔

(نور القرآن نمبر 3 صفحہ 59)

پس آج اس پر آشوب زمانہ میں اور بدامنی اور غیر اطمینانی کے ماحول میں دائمی امن اور پیار و محبت اور رواداری کے قیام کیلئے اسلام کی پرامن اور آشتی کی تعلیمات کو اپنائے بغیر چارہ نہیں۔ اور جماعت احمدیہ عالمگیر سطح پر اس کیلئے دن رات کوشاں رہتی ہے۔

☆☆☆☆☆

قرآن مجید اور آزادی ضمیر

............(محمد ایوب ساجد نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان)............

قرآن مجید ہر تعلیم انسانی فطرت اور انسانیت کے تقاضوں کے مطابق پیش کرتا ہے۔ آزادیٔ مذہب یا آزادیٔ ضمیر کی تعلیم فطرتی تقاضوں کے مطابق سوائے اسلام کے اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اس قدر قرآن نے انسان کو آزادی عطا فرمائی ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ وَھَدَیْنٰہُ النَّجْدَین کہ اے انسان تیرے سامنے دو راستے ہیں ایک ہدایت کا راستہ ہے اور دوسرا گمراہی کا راستہ اور تجھے اختیار ہے کہ چاہے تو ہدایت کا راستہ اپنا لے یا گمراہی کا راستہ اختیار کرے۔ یہ تیری مرضی پر منحصر ہے۔ ہدایت کا راستہ اپنا کر تو خدا تعالیٰ کا محبوب بندہ بن کر اس کے انعامات کا وارث بن سکتا ہے اور گمراہی کا راستہ اختیار کر کے تو جہنم رسید ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم نے انسان کے نفع و نقصان کو بہت ہی پیارے اور نرالے انداز میں واضح کیا جس میں جبر و اکراہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ سارا کام انسان کی اپنی مرضی اور صوابدید پر چھوڑا گیا ہے۔

پس یہ امر قابل غور ہے کہ وہ خالق، رازق اور مالک کائنات خدا باوجود اپنی بے انتہاء قدرتوں اور طاقتوں کے ایک کمزور اور ضعیف انسان کو مذہب کے معاملہ میں اس قدر آزادی عطا کرتا ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔

قربان جائیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے کلام پاک پر ایک تو اس کی یہ شان ہے جو فطرتی تقاضوں کے عین مطابق ہے دوسری طرف اُس نے انسان کی کمزوری کو دیکھ کر بے انتہا فضل فرما کر انسان کی ہدایت اور روحانی عروج کے لئے مختلف اوقات میں انسانوں میں سے ہی اپنے برگزیدہ اور پاک انسانوں کو اپنا پیغمبر اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ جملہ انسان اللہ تعالیٰ کا پاک کلام سنیں اور اپنے ایمان کو مضبوط سے مضبوط محکم سے محکم پختہ سے پختہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدوں کو جہاں نہایت ہی شیریں کلام ہدایت انسانی کے لئے عطا فرمایا وہاں ان کو ایسے زبردست نشانات عطا فرمائے جو انسانی دسترس سے بالا ہیں تا اس شیریں کلام کو سن کر اور ان زبردست نشانوں کو دیکھ کر انسان جہاں ہدایت کی طرف مائل ہو کر ہدایت پا جائے وہاں اپنے ایمان و ہدایت کو مضبوط چٹان کی طرح بنانے میں کامیاب ہو سکے۔ اور اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام ہر قوم اور ہر بستی میں مبعوث فرمائے تا کوئی جگہ یا کوئی وقت ان سے خالی رہ کر انسانوں کو ایمان و ہدایت سے دور نہ لے جا سکے۔ اور فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی کُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلًا اَنِ اعْبُدُو اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ۔ (نحل) کہ ہر ایک قوم میں ہم نے رسول بھیجے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

اسی طرح قرآن پاک میں آتا ہے۔ وَاِن مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْر (فاطر) یعنی کوئی بھی ایسی قوم نہیں گزری کہ جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی نہیں بھیجا گیا ہو۔

قرآن اُن تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتا ہے جو دنیا کے مختلف علاقوں میں مبعوث ہوئے چاہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں چاہے عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ ایران میں ظاہر ہونے والے حضرت زرتشتؑ ہوں یا ہندوستان میں مبعوث ہونے والے حضرت کرشن جی یا رامچند ر جی مہاراج ہوں۔ یا دنیا کے کسی اور خطے میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہو۔ قرآن اس کی تصدیق ہی نہیں کرتا بلکہ مسلمانوں کو تاکید کرتا ہے کہ تم ان نبیوں پر ایمان لاؤ جو کہ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ کے دائرے میں آتے ہیں۔

دنیا والوں کو جب کسی نبی یا رسول کا ذکر ملتا ہے تو وہ افسردہ ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ایک اور دشمن ہمارا ظاہر ہوا لیکن اس کے بالمقابل قرآن اور اہل قرآن خوشی مناتے ہیں کہ قرآن پاک کی صداقت کا ایک اور نشان مل گیا۔ قرآنی تعلیم ہم پر یہ واضح کرتی ہے کہ اسلام ہی پہلا مذہب نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی تمام بلاد میں تمام قوموں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے ہیں چونکہ یہ انبیاء کرام محدود ضرورت کے مطابق مبعوث ہوتے رہے اس لئے ہر ایک بلاد اور ہر ایک قوم میں الگ الگ رسول مبعوث ہوتے رہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تا انسانوں کو ایک عظیم روحانی ترقی کے لئے تیار کیا جائے جو انسانیت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ انبیاء کے زمانہ سے دوری واقع ہو جانے کی وجہ سے یہ تمام دین خطرے کی آخری حد کو پہنچ چکے تھے حضرت انسان نے نادانی سے ان پاک علوم میں اپنی طرف سے ایسی باتیں داخل کر دی تھیں کہ یہ پاک روحانی خزانہ ہمیشہ ہمیش کے لئے مکدّر ہو گیا اور اپنی اصلیت کو کھو دیا۔

اس حالت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْ النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوا لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْن۔ (سورہ روم) یعنی خشکی میں بھی اور تر میں بھی لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد ظاہر ہو گیا تھا یہاں قرآنی محاورہ کے مطابق خشکی سے مراد عقل ہے جو وحی الٰہی سے مجرد ہو اور تری سے مراد کلام الٰہی ہے۔

گویا کہ خواہشات انسانی نے لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈال رکھا تھا اور اقوام جن کی ترقی کا دارومدار عقل پر تھا بکلی دنیا میں منہمک ہو چکی تھیں اور کلام الٰہی جو مختلف علاقوں میں مختلف وقتوں میں مخصوص حالات کے پیش نظر اُن نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا جو کہ اُن حالات کا مقابلہ کرنے کی غرض خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے اس خدائی کلام میں انسان نے اپنی عقل سے ایسے عقائد ایسے خیالات داخل کر دیئے کہ اس روحانی چشمہ کو ہی مکدّر کر دیا جبکہ آج بھی دنیا میں ایسی کمیٹیاں موجود ہیں جو کہ الہامی صحائف میں باہم مشورہ سے اپنے منشاء کے مطابق تحریف و تبدل کرتی ہیں چاہے وہ بائیبل کمیٹی ہو یا اور اسی طرح کی دوسری کمیٹیاں۔

عالم انسانیت اس تحریف و تبدل کو خود تسلیم کرتی ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ سطح زمین پر اگر کوئی الہامی کتاب من و عن اسی طرح محفوظ ہے جس طرح اس کا نزول ہوا تو وہ صرف اور صرف قرآن پاک ہے۔ دشمن سے دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ کلام اللہ اسی حالت میں ہے جس حالت میں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمۃ للعالمین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ الہامی صحائف کا نازل کرنے والا خدا تعالیٰ خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لیتا ہے اور فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ کہ ہم نے ہی یہ ذکر یعنی قرآن مجید نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے سامان پیدا کریں گے۔

قرآن پاک کا مطالعہ کرنے سے دو عجیب نظارے سامنے آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مذہب کے معاملہ میں انسان کو پابند نہیں کرتا بلکہ وہ اتنی آزادی دیتا ہے کہ فرمایا لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر و اکراہ جائز نہیں ہے۔ اور یہ فیصلہ فطرت کے عین مطابق ہے۔ اور ایک مسلمان کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم مذہبی اعداء کو اعداء نہ سمجھو تمام مذاہب کے پیرو اور اُن مذہبی رہنماؤں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا سلوک کرو ہاں مذہبی اختلاف ہو سکتا ہے۔ اختلاف عداوت نہیں ہوتا قرآنی تعلیم ہے کہ جو مذہبی عداوت تم سے مذہبی اختلاف کی وجہ سے کرتا ہے تو اُس کے ساتھ اس جیسا سلوک کیا جائے ہاں جو مذہبی اختلاف کی وجہ سے عداوت نہیں کرتا اس کے ساتھ احسان اور مروت کا سلوک روا رکھا جائے۔ اور اُن کے ساتھ نیک معاملہ اور انصاف والا سلوک کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ہاں وہ لوگ جو دین کے معاملہ میں جبر سے کام لیتے ہیں اور اپنے عقیدہ کے خلاف کوئی اور عقیدہ نہیں دیکھ سکتے اُن سے بالکل قطع تعلق کی تعلیم قرآن پاک میں موجود ہے۔ کیونکہ یہ بات غیرتِ انسانی کے خلاف ہے کہ ایک شخص ہمارے دین کو تلوار سے مٹانے کا خواہاں ہو اور خدا اور اس کی کتاب کو گالیاں دیتا ہو اور ایک مسلمان اس سے دوستی رکھے یہ ناممکنات میں سے ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: لَا یَنھٰکم اللّٰہ عَنِ الَّذِیْنَ لَم یُقَاتِلُوْکُم فِی الدِّیْن وَلَمْ یُخْرُجُوکمْ مِنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھم وتُقْسطوا اِلَیْھم۔اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المقسطِیْن انما ینھٰکم اللّٰہ عن الذین قاتلوکم فی الدِّیْن واخرجوکم من دیارکم و ظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْن۔ (الممتحنہ رکوع ۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو ان لوگوں سے جو دین کے معاملہ میں تم سے نہیں لڑتے اور جنہوں نے دینی عداوت سے تم کو گھروں سے نہیں نکالا۔ نیکی اور سلوک کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ہاں وہ ان لوگوں کے ساتھ دوستی اور تعلق رکھنے سے روکتا ہے جو تم سے اس لئے جنگ کرتے ہیں کہ تم نے یہ دین کیوں اختیار کر لیا اور تم کو اس باعث سے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے دشمنوں کے مددگار ہوئے۔ ایسے لوگوں سے جو دوستی کرتا ہے وہ ظالم ہے کیونکہ اس طرح اس دشمن دین کے دل میں خیال پیدا ہوگا کہ دیکھو کہ باوجود اس کے کہ میں اُن کے دین کو گالیاں دیتا ہوں، پھر بھی مجھ سے شوق سے ملتا ہے تو ضرور ہے کہ یہ مجھ سے متاثر ہو جائے اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک شخص غیرت سے خالی ہو جائے تو رفتہ رفتہ وہ دوسروں کے خیالات سے متاثر ہو جاتا ہے۔ پس حفاظت دین کے لئے اور غیرت جیسا اعلیٰ خلق کو زندہ رکھنے کے لئے ایسی تعلم دینی ضروری تھی کہ جو شخص دین کے معاملہ میں لڑنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اپنے عقیدہ کے خلاف عقیدہ سن کر غصہ میں آ جاتا ہے۔ انسانیت کے معمولی شرائط کو بھی پورا نہیں کر سکتا وہ اس لائق نہیں کہ اُس سے دوستی رکھی جائے۔

پس اگر اللہ تعالیٰ ایک طرف انسان کو مذہبی آزادی عطا کرتا ہے تو دوسری طرف وہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کی مخلوق واصل جہنم ہو اپنی مخلوق سے اس کو اس قدر پیار ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر ستّر ماؤں کا پیار ایک ماں میں جمع ہو اس سے بھی زیادہ پیار اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کرتا ہے۔ پس ایسا پیار رکھنے والی

ذات جانتی ہے کہ انسان کی فلاح و بہبود کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ اس کے کلام کے مطابق زندگی گزارے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ نے فطرتی تقاضوں کے مطابق انسان کو مذہبی آزادی عطا فرمائی وہاں اسلام کی خوبیوں کو اپنے کلام میں اتنا مفصل بیان فرمایا کہ پڑھنے یا سننے والا اس کی طرف مائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مثلاً اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَااِکْراہ فی الدین قد تبیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْطَاغُوْت وَیُؤمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِاسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الوُثْقٰی لاانْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْم۔

(البقرہ:۲۵۷)

ترجمہ: دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر (جائز) نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا (باہمی) فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ پس سمجھ لو کہ جو شخص (اپنی مرضی سے) نیکی روکنے والے کی بات ماننے سے انکار کرے اللہ پر ایمان رکھے تو اس نے ایک نہایت مضبوط قابلِ اعتماد چیز کی جو (کبھی) ٹوٹنے کی نہیں۔ مضبوطی سے پکڑ لیا اور اللہ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں اس آیت کریمہ قدتبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

’’یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی اس سے پہلے ایک جملہ مقدّر ہے۔ جس کا یہ جواب دیا گیا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ دین کے لئے جبر جائز نہیں اس لئے سوال پیدا ہوتا تھا کہ جب دین ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ تو کیوں اس کے لئے لوگوں پر جبر نہ کیا جائے اور انہیں بزور اس نعمت سے متمتع نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ اس سوال کے جواب میں فرماتا ہے کہ جب گمراہی اور ہدایت ظاہر ہوگئی ہے تو جبر کی ضرورت نہیں ہے صرف ہدایت کا پیش کر دینا تمہارا کام ہے کیونکہ جو حق بات تھی وہ گمراہی اور ضلالت کے بالمقابل پورے طور پر ظاہر ہوگئی ہے۔ غرض اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وجہ بیان فرمائی ہے کہ کیوں اسلام کو جبر کی ضرورت نہیں ہے فرماتا ہے جبر اس وقت ہوتا ہے جب کوئی بات دلیل سے ثابت نہ ہو سکے یا جس کو سمجھایا جائے وہ سمجھنے کے قابل نہ ہو۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ ۵۸۶)

پس اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تمام خوبیوں کو قرآن پاک میں واضح فرما کر انسان کو ہدایت فرمائی کہ تم ان کی تعمیل کرو تو کامیاب ہو گے جیسا کہ فرمایا:

وَمَنْ یطع اللہ وَرَسُوْلَہٗ وَیخش اللہ ویتقہِ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفَائِزُوْن۔

(سورہ نور آیت ۵۳)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔

اسلامی تاریخ سے بھی یہ بات واضح ہے کہ مسلمانوں نے مذہب سے متعلق کسی پر جبر و اکراہ نہ کیا۔ بلکہ جب بھی کسی نے اسلام قبول کیا اسلامی تعلیمات اور اسوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا نہ کہ کسی جبر اور اکراہ کی وجہ سے سیرت خاتم النبیینؐ تصنیف حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قمر الانبیاءؓ میں آپ نے اس امر کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں:

’’جب مکّہ مسلمانوں کے ہاتھ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب ایک فاتح کی حیثیت میں مکّہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت گو بعض لوگ قریش مکّہ میں سے اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن بہت سے قریش کفر پر قائم رہے اور ان سے قطعاً کوئی تعرض نہیں کیا گیا اور پھر آہستہ آہستہ جُوں جُوں ان لوگوں کو اسلام کے متعلق شرح صدر ہوتا گیا وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہوتے گئے۔ ایسے لوگوں کی تعداد سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں تھی، چنانچہ صفوان بن اُمیّہ جو کہ مکّہ کے رئیس امیّہ بن خلف کا لڑکا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا وہ بھی فتح مکّہ کے موقعہ پر مسلمان نہیں ہوا اور کفر کی حالت میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حُنین میں شریک ہوا جس میں اور بھی بہت سے مشرک شریک ہوئے تھے۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق سے اس پر اسلام کی حقانیت کھلتی گئی اور بالآخر وہ خود بشرح صدر مسلمان ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ لوگوں کو جبراً مسلمان بناتے تھے تو فتح مکّہ کے بعد جبکہ قریش کی طاقت بالکل ٹوٹ چکی تھی اور اسلامی لشکر مکّہ پر قابض تھا اس وقت مکّہ والوں کو کیوں نہ جبراً اسلام میں داخل کیا گیا۔ فتح مکّہ سے بہتر مسلمانوں کے لئے اسلام کی جبری اشاعت کا کونسا موقعہ ہو سکتا تھا جبکہ تلوار کے ذرا سے اشارے سے ایک بہت بڑی جماعت اسلام میں داخل ہو سکتی تھی۔ لیکن چونکہ اسلام مذہبی آزادی کا پیغام لیکر آیا تھا اور حکم تھا کہ دین کے معاملہ میں قطعاً کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب نے کمال دیانتداری کے ساتھ ہر ایک شخص کو اس کے ضمیر پر آزاد چھوڑ دیا کہ جس مذہب پر کوئی چاہے رہے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین حصہ دوم صفحہ ۲۹۷)

پس آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے مسلمانوں پر اور اسلام مخالف طبقہ پر ان حقائق کو آشکار فرمائے۔ اور دین متین کو تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆☆

اوصافِ قرآن مجید

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نُور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اِک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نُور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نُور کے ہوتے بھی دِلِ اعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نکلا

(درّثمین)

ہفتہ قرآن کے متعلق ایک ضروری اعلان

اُمراء کرام، صدر صاحبان اور سرکل انچارج صاحبان سے گذارش ہے کہ مرکزی اعلان کے ماتحت یکم جولائی تا سات جولائی ہفتہ قرآنِ مجید کے لئے مقرر ہے اس ہفتہ کو بھرپور طریقہ سے شایانِ شان طور پر منانے کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اس ہفتہ میں درج ذیل پروگرام بنائیں۔

(۱) ایک ہفتہ تک قرآن مجید کی خوبیوں پر تقاریر کے پروگرام بنائیں جس میں کم از کم ایک دن غیر مسلم افراد کو بھی مدعو کریں۔
(۲) تقاریب آمین کا انعقاد کریں۔
(۳) تعلیم القرآن کمیٹیاں فعال ہو کر تمام ہفتہ تلاوت قرآن مجید اور دیگر پروگراموں کے جائزے لیتی رہیں۔
(۴) قرآن مجید کی عظمت اور اس کے مکمل ضابطہ حیات ہونے کے متعلق اپنے اردگرد کے اخبارات میں مضامین شائع کرائیں۔
(۵) جو دوست انصار، خدام اور لجنہ میں سے قرآن پڑھنا نہیں جانتے کوشش کر کے اس ہفتہ ان کا آغاز کرائیں۔

ان جملہ اُمور کی ہفتہ قرآن کے بعد رپورٹ بھجوائیں۔ جزاکم اللہ (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقفِ عارضی)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Phone No (S) 01872-224074
(M) 98147-58900
E-mail: jovrav-say@yahoo.co.in

Mfrs & Suppliers of :
Gold and Silver
Diamond Jewellery
Shivala Chowk Qadian (India)

......اضافہ اشتراک بدر......

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یکم اپریل ۲۰۰۷ء سے چندہ بدر میں مبلغ 50 روپئے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح سے اب بدر کے خریداران کو سالانہ چندہ مبلغ تین صد روپئے (-/300) ادا کرنا ہوگا۔ جملہ خریداران بدر مطلع رہیں۔ (مینیجر بدر)

پردہ کی حقیقت قرآن مجید کی روشنی میں

...............(محمد یوسف انور استاد جامعہ احمدیہ قادیان)...................

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ٥ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ...... وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

(سورۃ النُّور - آیت : 31-30)

ترجمہ: تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا ۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُس سے اچھی طرح خبردار ہے ۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو ۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اسکو ڈھانک کر پہنا کریں ۔ اور اپنی زینتوں کو صرف اپنے خاوندوں یا اپنے باپوں یا اپنے خاوند کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی ہم کفو عورتوں یا جن کے مالک اُن کے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں ان کے سوا کسی پر ظاہر نہ کیا کریں ۔ یا ایسے ماتحت مردوں پر جو ابھی جوان نہیں ہوئے یا ایسے بچوں پر جن کو ابھی عورتوں کے خاص تعلقات کا علم حاصل نہیں ہوا ۔ اور اپنے پاؤں زور سے زمین پر اس لئے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہوجائے جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں اور اے مومنو سب اللہ کی طرف رجوع کرو تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہاں بدی سے بچنے کا ایک ایک طریق بتایا اور وہ یہ ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں کیونکہ اس سے بدی کا امکان بہت کم ہوجائے گا اور بُرائی پھیلنے کا راستہ مسدود ہوجائے گا گویا یہ بتایا گیا کہ بعض مواقع ایسے نکل سکتے ہیں جبکہ مرد و عورت اکٹھے ہوں ایسی صورت میں یہ حکم دیا کہ مرد و عورت دونوں اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں تا کہ شیطان اُن پر حملہ آور نہ ہو اور ان کے دلوں کی پاکیزگی قائم رہے ۔ انجیل میں بھی حضرت مسیح نے غیر عورتوں پر نگاہ ڈالنے سے روکا ہے اور اسلام نے بھی اس کی ممانعت کی ہے مگر حضرت مسیح نے صرف یہ کہا ہے کہ:-

’’جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کرے گا۔‘‘

(متی باب ۵ آیت ۲۸)

لیکن اسلام کہتا ہے کہ تُو کسی غیر عورت کے چہرہ پر نگاہ نہ ڈال نہ اچھی نظر سے اور نہ بُری نظر سے کیونکہ اگر تُو نے دیکھا تو ہوسکتا ہے کہ شیطان تجھے ورغلائے اور تیرے دل میں بدی کا بیج بودے ۔ اسلام نے عورتوں کے لئے اپنی زیب و زینت اور آرائش و زیبائش کا غیر محرموں کے سامنے مظاہرہ قطعاً ناجائز قرار دیا ہے ۔ پردہ عورتوں کے لئے نہایت مفید اور اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور اسکو ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ پردہ کی بدولت عورت اپنی عصمت و عفت پاکبازی کی حفاظت کرتی ہے۔

پردہ پر اعتراض اور اس کا جواب

کچھ لوگ اسلامی پردہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے پردہ کی رسم جاری کر کے عورت کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ کیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط اور فرسودہ بات ہے ۔ دراصل عورت کی سلطنت اس کا گھر ہے اور محبت اُس کا عصائے شاہی ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بچوں پر حکومت کرتی ہے اُس کو اجازت ہے کہ وہ اپنے کاروبار کے لئے یا دیگر ضروریات زندگی کے لئے گھر سے باہر جائے مگر اس کا باہر جانا جاہلانہ طریق پر نہ ہو بلکہ تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاءٍ کا مصداق ہو ۔ جس اصل پر پردہ کے حکم کی بناء ہے وہ یہ ہے کہ عورت سوسائٹی میں بدی کے پھیلنے اور لوگوں کے لئے بُری لالچ کا ذریعہ نہ ہو کامل عصمت اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ بدی کے تمام راستوں کا سدِّ باب نہ کیا جاوے اور جن جن طریقوں سے شیطان انسان پر حملہ کرتا ہے اُن کو بند نہ کیا جاوے ۔ ہانڈی کو آگ پر رکھ کر پھر امید یہ کرنا کہ اُس میں اُبال نہیں آئے گا یہ پرلے درجہ کی حماقت ہے ۔ اسلام ہر ایک بدی کو جڑ سے کاٹتا ہے اور وہ انسان کو ان راہوں کے نزدیک جانے کی بھی اجازت نہیں دیتا جن سے بدی انسان کے اندر داخل ہونے کا امکان ہو ۔ تمام احکام میں اُس نے اس اصل کو مدّ نظر رکھا ہے ۔ پردہ کا حکم بھی اسی اصل پر مبنی ہے ۔ مسیحی مذہب میں اس اصل سے کام نہیں لیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ جس قدر بدکاری مسیحی ممالک میں پائی جاتی ہے اسلامی ممالک میں اُس کا عشر عشیر بھی نہیں ۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ بے پردگی کے بد نتائج کو دیکھکر پھر بھی اسلامی پردہ پر اعتراض کرتے ہیں۔

پردہ کی حقیقت
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں ۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے......‘‘

فرمایا:-

ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے ۔ بعض جگہ بالکل قابلِ شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو ۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی ۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکُشیاں دیکھیں ۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

’’اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مُراد نہیں کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جائے ۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں ۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں ۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے ۔ وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر ۴۳۰)

پردہ کی غرض ٹھوکر سے بچانا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:-

’’اسلام نے یہ جو حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ نمبر: ۱۳۴)

عورتوں نے جنگ میں حصہ لیا
عہد نبویؐ کی چند مثالیں

اسلام عورتوں کو ضرورت پڑنے پر گھر سے باہر جانے سے منع نہیں کرتا خود عہد نبوی میں ایسے واقعات کی کمی نہیں جب عورتوں نے جنگ میں حصہ لیا ہے وہ سپاہیوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹّی کرتی تھیں۔

(مسلم کتاب الامارۃ)

بعض اوقات مجروحوں کو، مقتولوں کی لاشوں کو واپس مدینے لانے کا کام اُن کے ذمّے ہوتا تھا۔

(بخاری کتاب الجہاد)

عورتیں گھر سے باہر کے کام کاج میں بھی اپنے مردوں کا ہاتھ بٹاتی تھیں ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ ممکن نہیں تھا اگر عورتوں کو آزادی سے باہر آنے جانے کی اجازت نہ ہوتی ۔ لیکن جہاں اسلام نے ضرورت سے باہر جانے آنے سے منع نہیں فرمایا وہاں باہر جانے کے چند آداب بھی مقرر کر دیئے ہیں۔

اوّل عام حالت میں عورت کو چاہئے کہ اپنا منہ ڈھک کر چلے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْن۔ (الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ : اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادر اپنے اوپر ڈال لیا کریں ۔ یہ بہتر ہے کہ لوگ انہیں پہچان لیں تا کہ کوئی انہیں ایذا نہ دے سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہ جائے کیونکہ یہ بھی غیروں کی توجہ اسکی طرف مبذول کرنے کا باعث ہوگی۔

(ابوداؤد)

عورتوں کے لئے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ وہ گھر میں زیادہ اپنا وقت گزارا کریں لیکن اگر انہیں باہر نکلنا پڑے تو ایسے میں مردوں کے لئے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ عورتوں کو گھور گھور کر دیکھا نہ کریں اس لئے مردوں کو غَضِّ بَصر کی ہدایت کی ۔ مرد کا عورت کو عمداً دیکھنا ناجائز ہے ۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی عورت پر نظر پڑنے کے بعد دوبارہ نظر نہ ڈال ۔ پہلی دفعہ غیر ارادی طور پر نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں لیکن اس کے بعد دوبارہ دیکھنا جائز نہیں۔

(ترمذی، ابوداؤد)

عورت ہر قسم کے کاموں میں مردوں کے شریک حال ہوسکتی ہے

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’پس اسلامی تعلیم کے مطابق پردے کے قواعد مدِّ نظر رکھتے ہوئے عورت ہر قسم کے کاموں میں مردوں کے شریک حال ہوسکتی ہے ۔ اور اگر کسی جلسہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی پڑے جو مرد نہیں کرسکتا تو عورت تقریر بھی کرسکتی ہے ۔ مجالس وعظ اور لیکچروں میں مردوں سے الگ ہوکر بیٹھ سکتی ہے ۔ ضرورت کے موقع پر اپنی رائے بیان کرسکتی ہے اور بحث کرسکتی ہے کیونکہ ایسے امور جن میں عورتوں کا دخل ہو اُن امور میں عورتوں کا مشورہ لینا ضروری ہوتا ہے ۔ اسی طرح عورت ضرورت کے ماتحت مرد کے ساتھ مل کر بیٹھ سکتی ہے جیسا کہ رسول کریم نے ایک سفر میں ایک نوجوان لڑکی کو جو پیدل جا رہی تھی اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’ہمارے ملکی رواج کے مطابق تو اگر کوئی شخص ایسا کرے تو شاید ساری قوم اس کا بائیکاٹ کر دے لیکن شریعت کے احکام آج سے تیرہ سو سال پہلے مل چکے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو دیکھتے

ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر عورتوں کی گاڑیوں میں کبھی کوئی خطرہ ہو تو مردوں کا فرض ہے کہ عورتوں کو اپنے پاس مردانہ گاڑیوں میں بٹھالیں ۔ یا عورت اکیلی خود مردانہ گاڑی میں جا بیٹھے جہاں وہ شریف مردوں کی موجودگی میں اپنی عزت کو بہ نسبت اکیلے کمرہ میں بیٹھنے کے زیادہ محفوظ سمجھتی ہو۔ اسی طرح اگر کوئی خطرہ نہ ہو تو عورتیں خود سودا خریدنے کے لئے بازاروں میں جاسکتی ہیں ۔ عرب میں میں نے دیکھا ہے کہ وہاں عورتیں خود بازاروں میں جاتیں اور چیزیں خریدتی تھیں بلکہ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ ہماری خریدی ہوئی چیزیں عورتوں کو پسند نہیں آتیں وہ کہتی ہیں کہ مرد کیا جانیں کہ کپڑا کیسا ہونا چاہئے یا اور چیزوں کے متعلق انہیں کیا واقفیت ہوسکتی ہے ہم خود جا کر خریدیں گی ۔ جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے منہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے ہاں اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آنکھوں سے راستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے۔

لیکن منہ سے کپڑا اُٹھا دینا یا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ اِدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُن کا مردوں سے بے تکلفی کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا یہ ناجائز ہے اسی طرح عورت کا مردوں کو شعر گا گا کر سنانا بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ ایک لغو فعل ہے پھر فطرت انسانی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرسکتی کہ جو مرد جو مضبوط ہے اُسے تو صحت کے درست رکھنے کے لئے باہر کی آب وہوا کی ضرورت ہو اور عورت جو فطرتاً کمزور صحت لیکر آئی ہے اُسے کھلی ہوا سے محروم کر دیا جائے۔

حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک دفعہ مقابلۃً دوڑے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ گئیں مگر دوسرے موقع پر پھر دوڑے تو حضورؐ آگے نکل گئے ۔ پس وہ پردہ جس میں عورت کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ ڈولی کے بغیر گھر سے باہر قدم بھی نہ رکھے نہایت ظالمانہ اور خلاف اسلام پردہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چہرے کا پردہ کیا جاتا تھا

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’ زیادہ سے زیادہ پردہ تو یہ ہے کہ منہ سوائے آنکھوں کے اور لباس جو جسم کے ساتھ چسپاں ہو چھپایا جائے ۔ باقی اِلَّا مَا ظَھَرَ کے ماتحت کسی مجبوری کی وجہ سے جتنا حصہ ننگا کرنا پڑے کیا جاسکتا ہے ۔ مثلاً ایک زمیندار عورت منہ پر نقاب ڈال کر گوڈی وغیرہ زمینداری کا کام نہیں کرسکتی اس لئے اس کے لئے جائز ہے کہ ہاتھ اور منہ ننگے رکھے تا کہ کام کر سکے لیکن جن عورتوں کو اس قسم کے کام نہ کرنے ہوں بلکہ یوں سیر کے لئے باہر نکلنا ہو ان کے لئے یہی چاہئے کہ منہ کو ڈھانکیں۔

آج کل پردہ کے متعلق جس طریق پر بحث کی جارہی ہے وہ درست نہیں ہے ۔ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ قرآن کریم کی وہ آیت جس میں پردہ کا حکم ہے اسے اَور معنی پہنائیں جائیں ۔ اگرچہ اس آیت سے وہ بات نہیں نکلتی جو نکالنے کی کوشش جاتی ہے مگر دیکھنا یہ چاہئے کہ رسول کریمؐ نے اس کے کیا معنی سمجھے اور پھر صحابہ نے کیا سمجھے اور اس پر کس طرح عمل کیا۔

اس کے متعلق جب دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت منہ پردہ میں شامل تھا۔ صاف طور پر لکھا ہے کہ رسول کریم نے اپنے نواسہ کے شادی کی تجویز کی تو ایک عورت کو بھیجا کہ وہ جا کر دیکھ آئے لڑکی کا رنگ کیسا ہے ۔ اگر اس وقت چہرہ چھپایا نہ جاتا تھا تو پھر عورت کو بھیج کر رنگ معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ اسی طرح حضرت عمر نے کہا اُمِّ ہانی میں نے تمہیں پہچان لیا اس کا مطلب یہی تھا کہ چال دیکھکر پہچان لیا ہے نہ یہ کہ شکل دیکھکر ۔ ایسے انسان کو جو واقف ہو یہ کہنا کہ میں نے تمہاری شکل دیکھکر تمہیں پہچان لیا ہے کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ ایک مرتبہ اعتکاف بیٹھے تھے کہ آپ کی بیوی آپؐ کے پاس آئیں شام کا وقت ہوگیا آپ اُن کو گھر چھوڑنے جارہے تھے کہ راستہ میں دو آدمی ملے غالباً منافق ہوں گے کہ آپؐ نے خیال کیا ان کے دل میں کوئی بدظنی نہ پیدا ہو آپ نے اپنی بیوی کے منہ سے پردہ ہٹا کر کہا یہ میری بیوی ہے جو میرے ساتھ ہے ۔ اگر منہ کھلا رکھا جاتا تو آپ کو اس طرح اپنی بیوی کا چہرہ دکھانے کی کیا ضرورت ہوسکتی تھی ۔ اس قسم کے بے شمار واقعات تاریخ وحدیث میں ملتے ہیں۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول حصہ ۲۰۳-۲۰۴)

اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا کا مطلب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی نظر میں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’اس کے معنی وہ حصہ کے ہیں جو آپ ہی ظاہر ہو جس کو کہ کسی مجبوری کی وجہ سے چھپایا نہ جاسکے خواہ یہ مجبوری بناوٹ کے لحاظ سے ہو جیسے قد ہے یا بیماری کے لحاظ سے ہو کہ کوئی حصہ جسم علاج کے لئے دکھانا پڑے یا کام کے لحاظ سے ہو کہ کام کرنے کے لئے کوئی حصہ ننگا رکھنا پڑے ۔ قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ زینت کو چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہے ۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ چہرہ چھپانے کا حکم نہیں اُن سے ہم پوچھتے ہیں کہ پھر زینت ہے کیا چیز جسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے؟ ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرہ کو اس طرح چھپایا جائے جس سے صحت پر اثر نہ پڑے ۔ یعنی باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب کی طرح نقاب بنالیا جائے ۔ عرب میں اسی طرح کا نقاب ہوتا ہیکہ آنکھیں اور ناک کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے۔ (ڈلہوزی ۹ جولائی ۱۹۲۸ء)

اسلامی پردہ

بعض عورتیں سانس لینے کے لئے اپنا نقاب اس طرح رکھتی ہیں کہ جس سے پورا پردہ نہیں ہوسکتا اور جب انہیں کچھ کہو تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اسلام کا اصل منشاء گھونگٹ ہے ۔ حالانکہ نقاب کی گھونگٹ اور چادر کی گھونگٹ میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے ۔ چادر کی گھونگٹ منہ سے ایک بالشت کے فاصلہ پر ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کا شیڈ چہرہ پر پڑتا ہے اور وہ دوسرے کو نظر نہیں آسکتا لیکن نقاب کی گھونگٹ اول تو باریک کپڑے کی ہوتی ہے اور پھر وہ منہ کے ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہے جس کی وجہ سے چہرہ پر اس کا شیڈ نہیں پڑتا لیکن خواہ تعلیمیافتہ عورتیں ایسا کریں یا غیر تعلیمیافتہ جو چیز ناپسند ہے وہ بہرحال ناپسند ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام میں جو اصلی پردہ رائج تھا وہ گھونگٹ تھا اور وہی اصل پردہ ہے ۔ حضرت خلیفہ اولؓ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے بہ نسبت اس پردہ کے جو آج کل ہمارے ملک میں رائج ہے زیادہ محفوظ تھا ۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول ہمیں گھونگٹ نکال کر دکھایا کرتے تھے اور بتایا کرتے تھے کہ پردہ کا اصل طریق یہ ہے ۔ اگر اس طرح گھونگٹ نکالا جائے تو لازمًا موٹے کپڑے کا چہرہ پر سایہ پڑے گا اور صحیح معنوں میں پردہ قائم رہ سکے گا۔ لیکن موجودہ نقاب کا طریق ایسا ہے جس میں پُورا پردہ نہیں ہوسکتا بہرحال ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اسلامی احکام پر عمل کرے اور اگر کہیں اس کے عمل میں کمزوری پائی جاتی ہو تو اس کو دُور کرے۔‘‘

پردہ کی پابندی ضروری ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’ دوسری چیز جس کی طرف میں عورتوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ پردہ کی پابندی ہے ۔ پرانے زمانے میں پردے کو اتنی بھیانک شکل دی گئی تھی کہ وہ اچھا خاصہ قید خانہ معلوم ہوتا تھا ۔ ایسے پردہ کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا ۔ اسلامی تاریخ سے ایسے پردے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔ لیکن اس زمانے میں پردے کی بھیانک صورت کا ردّعمل اس رنگ میں ظاہر ہورہا ہے کہ ہمیں پتہ ہی نہیں لگتا پردہ آخر کس چیز کا نام ہے ۔ عورتیں مردوں سے مصافحہ کرتی ہیں ۔ تقریریں کرتی ہیں اُن میں آزادانہ پھرتی ہیں اور پھر بھی وہ اسلامی پردہ کے قائل کہلاتی ہیں ۔ اگر اسلامی پردہ اس کو کہتے ہیں تو پھر پتہ نہیں بے پردگی کس کا نام ہے ۔ آخر قرآن مجید میں جو پردے کا حکم ہے اس کے کوئی نہ کوئی تو معنی ہوں گے ۔ اگر اس کے کوئی معنی ہیں تو بہرحال اُسے مسلمانوں نے ہی پورا کرنا ہے۔‘‘ (اوڑھنیوں والیوں کے پھول)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’ جو لوگ پردے کے شروع سے پابند نہیں ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ایک دن میں پردے کے پوری طرح پابند ہوجائیں مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ اسلام کے نام پر نئی نئی رسمیں جاری کی جائیں اور سخت قسم پردے کے ردعمل کے طور پر عورتیں پردے سے بالکل ہی آزاد ہوجائیں ۔ جو لوگ ایک عرصہ سے پردہ چھوڑ چکے ہیں انہیں بے شک پہلے آہستہ آہستہ پردے کی حکمت کے قائل کرواور بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مسائل میں بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں لیکن جو لوگ محض اپنی دنیوی ترقی اور اعلیٰ طبقہ میں اپنے جھوٹے وقار کو قائم کرنے کے خیال سے اپنے گھروں میں بے پردگی کو رواج دے رہے ہیں وہ یقیناً اپنے عمل سے کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کررہے ہیں ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ فوجی افسروں کے طبقہ میں خصوصاً بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے ایک دن ایک عورت آتی ہے اور وہ پردے کی پابند ہوتی ہے لیکن دوسرے دن اچانک پردہ غائب ہوجاتا ہے اور پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ خاوند کے عہدہ میں ترقی کا سوال درپیش تھا اس لئے پردہ چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ بیوی کی بھیک سے ترقی کرنے کی کوشش ایک نہایت ذلیل بات ہے ۔ میں اس کی طرف عورتوں کو خصوصاً اور مردوں کو عموماً توجہ دلاتا ہوں ۔ آخر تم کیوں خیال کرتے ہو کہ پردہ تمہاری ترقی کی راہ میں ایک روک ہے ۔ یورپ والے دو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں ایک یہ کہ پردے میں صحت برقرار نہیں رہ سکتی اور دوسرا یہ کہ تعلیم حاصل نہیں کی جاسکتی ۔ ہم نے اپنے ہاں ان دونوں اعتراضوں کا غلط ہونا ثابت کردیا ہے ۔ ہمارے ہاں پردے کی پابندی کے باوجود اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم عورتیں حاصل کررہی ہیں اور ان کی صحت پر بھی پردے نے کوئی بُرا اثر نہیں ڈالا ۔

(الفضل یکم جنوری، اوڑھنی والیوں کے پھول صفحہ ۱۵۶)

یورپ میں بے پردگی اور ہندوستان میں اس کی تقلید

یورپ میں پردہ کی سخت مخالفت ہے ۔ آئے دن میڈیا میں اس قسم کی خبریں سُننے کو ملتی ہیں کہ کہیں لڑکیوں کو برقعہ پہننے سے روکا گیا ۔ کہیں کسی کو پگڑی پہننے سے روکا گیا ۔ غرضیکہ یورپ کے حالات پردے کے لحاظ سے بہت خراب ہیں کیونکہ وہاں عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ آکر اس کا نتیجہ کیا برآمد ہوا ہے ۔ سرسری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ جو آئے دن طلاقوں کی بھرمار ہورہی ہے اور بیویوں کی شوہروں سے بے وفائی، اور یورپین اقوام میں بد مزگی اور عدم تربیت اور بے چینی پائی جاتی ہے یہ سب کچھ پردہ کے نہ ہونے کا نتیجہ ہے ۔ چنانچہ یورپین اخبارات اور میڈیا کے ذریعہ جو کچھ بھی سُننے اور دیکھنے کو ملتا ہے وہ نہایت ہی قابلِ افسوس ہے ۔ وہاں کی عورتوں کو گھر کے کام کاج میں کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔ گھر کی دہلیز سے باہر عیش وعشرت میں وہ مگن رہتی ہیں ۔ ہمارے ملک ہندوستان میں مغربی اقوم کی تقلید بڑھ رہی ہے یہاں تک کہ آج کے دَور میں یہاں کے لوگ ان کے رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے بے راہ روی اور اخلاق سے گری ہوئی حرکات سرِ عام نظر آتی ہیں۔

اگر بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پردہ کے بارہ میں پُر حکمت اور پاکیزہ تعلیم پر دنیا عمل نہیں کرے گی تو امن وسکون کی زندگی اسے میسر نہیں ہوسکے گی۔

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دَورِ حاضر کے حالات کے پیش نظر اپنے کئی خطبات میں پردہ کے تعلق سے زرّیں ارشادات سے نوازا ہے اور پردے کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پردہ کی حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے ۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

قرآن مجید کی روشنی میں
وقف بالخصوص وقف عارضی کی اہمیت

.................(صغیر احمد طاہر دفتر تعلیم القرآن وقفِ عارضی).................

انبیاء کی آمد کا مقصد انسان کو ذات باری تعالیٰ یعنی مالک حقیقی کی شناخت کرانا اور عرفان کی دعوت دینا اور ایسی پاکیزہ جماعت تیار کرنا ہوتا ہے جو ہمیشہ اس مقصد کو اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی گذارے جب بھی انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو بھولا خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور کلام کے ذریعہ یاد دہانی کروائی۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کے ذریعہ اپنے جاں نثار صحابی کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ خدا نما وجود بن گئے اور جاہل کہلانے والی قوم دُنیا کے معلم کے طور پر ابھری۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اُمت محمدیہ کو خیر اُمت کا خطاب عطا فرمایا لیکن بدقسمتی سے جب مسلمانوں نے اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھا اور ہدایت دینے والی کتاب سے رہنمائی نہ لی اور نہ ہی قرآنی احکامات کو مدنظر رکھا تو دنیا میں تنزل کا شکار ہوتے گئے اور خدا شناسی سے دُور ہو گئے۔

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے خدا شناسی کے لئے قرآن مجید کی طرف دعوت دی اور بتایا کہ اس الٰہی کلام کے بتائے ہوئے رہنما اصول کے ذریعہ ہی ہم خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دُنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ہم نے اس خدا کی آواز سنی اُس کے پرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے ہمارا دل اس یقین سے ایسا پر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں ہم نے اس نور حقیقی کو پایا جس کے ساتھ ظلماتی پردے اُٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آ جاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے''

(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 65)

پھر عظمت قرآن کو دلوں میں قائم کرانے کیلئے آپ نے تاکید فرمائی کہ

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اس میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کامل متبعین کی بے شمار مثالیں دے کر ہمارے لئے رہنما اصول مقرر فرمائے ہیں جن کے ذریعہ ہی ہم خدا کے مقرب بن سکتے ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ جو قرآن مجید نے بیان فرمائی ہے کہ۔ هدى للمتقين۔ اس کتاب سے ہدایت پانے والے متقی ہوں گے ساتھ ہی وہ قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق جن کی زندگیاں خدا کیلئے وقف ہوں اور جو اصلاح بین الناس کے لئے کام کر رہے ہوں خواہ یہ وقف دائمی ہو یا عارضی وقف ہو۔

کیونکہ اُمت کا بہترین حصہ بننے کیلئے یہ اوصاف جو قرآن نے بیان فرمائے ہیں پائے جانے ضروری ہیں۔

فرمایا كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله۔

(سورہ آل عمران آیت ۱۱۱)

تم (سب سے) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ) کیلئے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ نیکی کی ہدایت کرنا اور بدی سے روکنا صرف خدا کی رضا کی خاطر ہونا چاہئے کسی دنیاوی لالچ میں نہیں صرف اس لئے کہ اس کا اجر خدا سے ملے گا۔ چنانچہ نبی اکرم صلعم کے متعلق یہ گواہی قرآن نے دی اور یہی ہر مسلمان کے متعلق ہونی چاہئے کہ۔

قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العلمين

(سورہ انعام آیت 163)

یعنی تو کہدے کہ میری نماز میری قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے غرض ایک مومن کیلئے اس کی ہر قربانی اس کی زندگی اور موت اللہ ہی کی خاطر ہوتی ہے جب یہ کیفیت طاری ہو جائے پھر ایسے شخص کا اللہ ہر حال میں محافظ و نگہبان ہو جاتا ہے دُنیا کی کسی مخالفت سے وہ خائف نہیں ہو سکتا بلکہ توحید کا علمبردار بنکر خدائی حفاظت میں اپنی زندگی گذارتا ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمت وہ مسلمان ہے جس کی زندگی خدا کی خاطر وقف ہے جو خدا کی رضاء کا طالب ہے جو بغیر دنیاوی لالچ کے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اسلام کی سربلندی کیلئے قرآنی احکامات کو سیکھنے اور سکھانے میں مصروف ہے۔

ایسے خوش نصیب کیلئے آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے بشارت ہے فرمایا عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تزال طائفة من امتى قوامة على امر الله لا يضرها من خالفها۔

(ابن ماجہ باب اتباع سنت)

میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حکم خداوندی کی تعمیل کرتی رہے گی ان کا کوئی مخالف ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

یہ تو ممکن نہیں کہ ساری قوم دین سیکھنے اور سکھانے نکل جائے اسلئے قرآن مجید نے ہدایت فرمائی کہ مومن کی جماعت میں سے ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہئے جو دین کی اشاعت کیلئے وقف ہو جیسا کہ فرمایا۔

وما كان المومنون لينفروا كافة فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذر واقومهم۔

(سورہ توبہ آیت 122)

یعنی اور مومنوں کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ سب کے سب (اکٹھے ہو کر تعلیم دین کیلئے) نکل پڑیں پس کیوں نہ ہو کہ اُن کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا تا کہ وہ دین پوری طرح سیکھتے اور قوم کو واپس لوٹ کر ہوشیار کرتے۔

کیا ہی خوش قسمت وہ جماعت ہے جس کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ وہ دین سیکھ کر پھر اس کو آگے پھیلانے کیلئے اپنے آپ کو وقف کرتی ہے جو قرآن سیکھنے اور سکھانے کا مبارک فریضہ انجام دے رہی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے ہی وہ اسلوب سکھائے ہیں جن کیلئے خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت اور تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اس زمانہ کے مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ ''ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا'' (ملفوظات جلد دوئم 138)

پھر فرمایا ''جو شخص عام مسلمانوں میں سے ہماری جماعت میں داخل ہو جائے اس کا پہلا فرض یہی ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف کی سورہ فاتحہ میں پنج وقت اپنی نماز میں یہ اقرار کرتا ہے خدا رب العالمین ہے خدا رحمان ہے اور خدا رحیم ہے اور خدا ٹھیک ٹھیک انصاف کرنے والا ہے یہی چار صفتیں اپنے اندر بھی قائم کرے۔...... خدا کی رحمانیت بغیر عوض کسی خدمت کے مخلوق پر رحم کرنا یہ بھی ایسا امر ہے کہ سچا عابد جس کا یہ دعویٰ ہے کہ میں خدا کے نقش قدم پر چلتا ہوں ضرور یہ خلق اپنے اندر پیدا کرتا ہے ......(اشتہار واجب الاظہار صفحہ 1-2 مورخہ 4 نومبر 1900)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دُنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 391)

قرآنی تعلیم کی روشنی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جہاں مستقل واقف زندگی سر انجام دیں وہاں عارضی واقف بھی اس مبارک تحریک میں اپنے آپ کو شامل کریں۔

خدا کی رضاء کی خاطر جب ہم اس تحریک پر لبیک کہتے ہیں تو خدا تعالیٰ خود رہنمائی فرماتا ہے۔ اور واقفین کا محافظ بن جاتا ہے اس کو قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ افراد کی تربیت کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے اندر بھی نمایاں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگیاں بطور مثال نمونہ موجود ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی قرآنی تعلیم کے مطابق احباب جماعت کو زندگی وقف کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔

فرمایا ''جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو سو وہ سرچشمہ قرب الٰہی سے اجر پائے گا۔ (سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب صفحہ 18)

پھر آپ نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں وقف کے بارے میں فرمایا۔

''سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تا کہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو چنانچہ خود خدا تعالیٰ اس للہی وقف کی طرف ایما کر کے فرماتا ہے۔

من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون اس جگہ اسلم وجهه لله کے معنے یہی ہیں کہ نیستی اور تازگی کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے اور اپنی جان مال آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے اور دُنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر 29، 16 اگست 1900 صفحہ 3)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں'' انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرے...... مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کیلئے خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو اُن کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کیلئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں یاد رکھو یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کیلئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں فله اجره عند ربه ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم

کے ہموم وغموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔ میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظّ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کیلئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔''

(الحکم مورخہ 31 اگست 1900 صفحہ 4-3)

یہ تحریر ایک عاشق صادق امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے جو کسی مزید تشریح کی طالب نہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے مبعوث فرما کر قرآنی تعلیمات کو از سرنو پھیلانے کی عظیم ذمہ داری سونپی آپؑ نے ساری زندگی اس فریضہ میں گذار دی اور اپنے پیچھے ایک فدائی جماعت چھوڑی جو خلفاء احمدیت کی قیادت میں قرآنی تعلیمات کو پھیلانے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں اپنا تن من دھن قربان کرتی آرہی ہے مبارک ہیں وہ واقفین زندگی جو قرآنی تعلیمات کے مطابق اس زمانہ کے موعود مسیح کی جماعت میں شامل ہو کر خلفاء کرام کی ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے قرآنی انوار کو پھیلانے میں کوشاں ہیں مبارک وہ واقفین عارضی جو اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے وقف میں سے دو ہفتے یا چار ہفتے وقف کر کے اپنے خرچ پر قرآنی انوار پھیلانے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ محبت اور اخلاص سے سرانجام دے رہے ہیں ایسے خوش نصیبوں کے متعلق ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا تھا'' خلیفہ وقت کا سرمایا اور خزانہ وہ مال ہی نہیں ہوا کرتا جو قومی خزانہ میں موجود ہو بلکہ احباب جماعت کے دلوں میں خلیفہ وقف کے لئے جو محبت اور اخلاص کا جذبہ اور تعاون کی روح پیدا کرنا ہے وہی خلیفہ وقت کا خزانہ ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مارچ 1966۔ بحوالہ خطبات ناصر صفحہ 183)

حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ 1922 میں وقف عارضی کی تحریک صرف تین ماہ کے لئے وقف سے ہوئی احباب نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہا اور ملکانہ کے علاقہ میں جو کام ہوا وہ تاریخ احمدیت کا ایک حصہ بن چکا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے وقف عارضی کی تحریک پر زور دیا۔ فرمایا کہ میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتے سے لیکر چھ ہفتے تک کا عرصہ دین کی خدمت کیلئے وقف کریں۔ اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کیلئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے انہیں بجالانے کی پوری کوشش کریں''۔

(خطبہ جمعہ 18 مارچ 1966 بحوالہ خطبات ناصر جلد اول صفحہ 181)

تعلیم القرآن اور وقف عارضی

پھر حضورؒ نے قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا وہ خدا جس کی رضا دائمی خوشحالی ہے قرآن کریم کی اتباع کے بغیر ہمیں ہرگز نہیں مل سکتی۔

7 اگست 1966 کے خطبہ جمعہ کے آخر پر آپ نے وقف عارضی کی یاددہانی اسطرح کروائی فرمایا ''اس موقعہ پر میں اُن عزیزوں اور بھائیوں سے بھی اپیل کرنا چاہتا ہوں جن کا مختلف درس گاہوں سے طالب علم یا استاد کا تعلق ہے کہ اپنی چھٹیوں میں سے اگر آپ دو ہفتے قرآن کریم کو پڑھانے کیلئے وقف کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے گا''

گویا وقف عارضی کا ایک بڑا مقصد قرآن کریم سکھانا بھی ہے جس کی طرف حضورؒ نے ان الفاظ میں توجہ دلائی۔ فرمایا!'' وقف عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضا کارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن کریم سیکھنے سکھانے کی کلاسوں کو منظّم کریں اور منظّم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جُوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دُنیا کے لئے نمونہ بن جائیں''۔

(الفضل 14 مئی 1996 صفحہ 3)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔

اس لحاظ سے وقف عارضی کی اہمیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔

چنانچہ جن احباب کو خدا تعالیٰ نے نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کو وقف عارضی کی تحریک میں دوسروں سے بڑھ کر حصہ لینے کی ضرورت ہے ہاں خدا کی رضاء کیلئے وقف کرنے کے ساتھ ساتھ نفس کی قربانی بھی ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس تعلق سے ارشاد فرمایا ہے'' موصی صاحبان کا ایک بڑا گہرا اور دائمی تعلق قرآن کریم سیکھنے قرآن کریم کے نور سے منور ہونے قرآن کریم کی برکات سے مستفیض ہونے اور قرآن کریم کے فضلوں کا وارث بننے سے ہے اسی طرح قرآن کریم کے انوار کی اشاعت کی ذمہ داری بھی ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے اسلئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی تحریکوں کو موصی صاحبان کی تنظیم سے ملحق کر دیا جائے۔

یعنی اس شخص کی ذمہ داریاں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بشارت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ خدا کے سارے فضلوں اور اس کی ساری رحمتوں اور اس کی ساری نعمتوں کا وہ وارث ہے''

(فرمودہ 15 اگست 1966 مطبوعہ الفضل 10 اگست 1966)

دعوت الی اللہ اور وقفِ عارضی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جب ہندوستان میں تیزی سے احمدیت پھیلنا شروع ہوئی تو اس میں مبلغین معلمین کے ساتھ ساتھ ایک بڑی تعداد واقفین عارضی کی تھی جو پرانی جماعتوں کے علاوہ نومبائع جماعتوں سے آگے آئے اور مبلغین کے شانہ بشانہ تبلیغ میں ساتھ ساتھ رہے اُن میں ایک جوش اور ولولہ تھا۔ خدا کی خاطر وقف کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نشان کے وہ لوگ گواہ بنے لیکن جس امر کی کمی محسوس کی گئی وہ خاطر خواہ ایسے واقفین کا نہ ہونا تھا تربیت نومبائعین کماحقہٗ نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نومبائعین ابھی بھی تشنہ ہیں۔ آج ہمارے محبوب آقا نے پھر احمدیت کے ایسے افراد کو آواز دی ہے اور وقف عارضی کی طرف توجہ دلائی ہے اور رابطہ نومبائعین کو منظّم کر کے 2008ء تک ستر فیصد جماعت کا فعال حصہ بنانے کا ٹارگیٹ دیا ہے۔ ہر شخص کو اپنا محاسبہ کرنا ہے کہ کتنے ہیں جنہوں نے تحریک وقف عارضی میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے اس سلسلہ میں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض افراد اپنی کم علمی کا اظہار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وقف عارضی کی تحریک میں پڑھے لکھے ہی شامل ہو سکتے ہیں۔ عالمی بیعت میں واقفین عارضی کا جو بالکل کم پڑھے لکھے تھے شامل ہو کر پیغام پہنچانا اور اس میں کامیابی حاصل کرنا اس خیال کی تردید کرتا ہے۔ دوسرے ایسے احباب کو مسیح پاک علیہ السلام کے اس فرمان کو بغور پڑھ کر کمر ہمت کس لینی چاہئے اور عظیم تحریک وقف عارضی میں شامل ہونا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

'' یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان مولوی ہو یا بہت بڑے علم کی ضرورت ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے یہ ایک اصل ہے جو انسان کو نافع الناس بناتی ہے اور نافع الناس ہونا درازی عمر کا اصل گر ہے''(ملفوظات جلد سوم صفحہ 395)

قرآن مجید نے بھی اس اصل کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ وَاَمَّا مَا ینفعُ النَّاسَ فیمکث فی الارض یعنی جو شئے انسان کے لئے زیادہ فائدہ رساں ہوتی ہے وہ زمین میں بہت دیر تک قائم رہتی ہے۔

بحیثیت جماعت ہر فرد کا اپنے آپ کو اور پھر اپنے دوستوں کو تحریک کر کے وقف عارضی میں شامل کرنا یقیناً جماعت میں نمایاں بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوگا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس حکومت کے تحت فرمایا کہ'' انصار اللہ کو اس میں حصہ لینے کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے بلکہ انصار اللہ کے ہر رکن کو روزانہ کچھ نہ کچھ وقت ضروری جماعتی کاموں کیلئے اور قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کیلئے وقف کرنا چاہئے قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ کرنا اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کیلئے بہت ضروری ہے یہ بڑی ہی برکتوں والی کتاب ہے ہر قسم کی تمام بھلائیاں اسی سے وابستہ ہیں''

(خطبہ جمعہ 30 اکتوبر 1967 مطبوعہ الفضل 31 اگست 1967)

پھر حضور نے 15 اگست 1969 کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ

مربیان سلسلہ عہدیداران جماعت بلکہ ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ ضرور وقف عارضی میں شامل ہو اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرے۔

سورہ المومنون آیت نمبر 72 کے حوالہ سے حضور نے فرمایا'' اس آیت میں ہمیں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ ہم حدود کی نگرانی کیلئے محافظ کھڑے کریں تا کہ خدا کی مخلوق کو خدا کی ناراضگی اور خدا کے قہر کے جہنم سے بچانے کی کوشش کر سکیں اللہ تعالیٰ کی حدود پر کھڑے ہونے والے مجاہدوں میں وقف عارضی کے مجاہدین بھی ہیں''۔

اللہ کرے ہم میں سے ہر ایک اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو جماعتی عہدیداران اس تحریک کو بار بار احباب کے سامنے رکھیں مبلغین اور معلمین کرام اپنا نیک نمونہ افراد کے سامنے پیش کریں ایک واقف زندگی کا نمونہ دیکھ کر واقف عارضی کثرت سے پیدا ہوں خدائی وعدوں کے مطابق الٰہی برکات کے وارث بنیں اپنے امام کی ہر تحریک پر لبیک کہیں۔

یہ وقت کا تقاضہ ہے ایسا نہ ہو کل ہم واقفین نو کی فوج کے سامنے اس محرومی کا شکار ہوں کہ کاش ہمیں بھی کچھ وقت وقف کرنے کا موقعہ ملے خدا تعالیٰ کے دعوے مسیح پاک سے بہر حال پورے ہونے ہیں غلبہ اسلام کی آسمانی مہم میں شامل ہو کر خدائی بشارات کے وارث بننے کی تمنا وقف عارضی کے ذریعہ پوری کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس تحریر ہے:

'' انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر وقف کرے یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں چلتا جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جائے گا پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جائے اور خدمت دین میں لگ جائے اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے اگر یہ بات نہیں تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے یونہی چلی جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 563)

☆☆☆☆☆

قرآنی تعلیمات کی جھلک
ہندو دھرم کی کتب میں

.... (عطاء الرحمٰن خالد مدرس جامعہ احمدیہ قادیان) ....

قرآن کریم وہ عظیم الشان اور کامل اور آخری کتاب ہے جس میں متقیوں کے لئے ہدایت، نور اور دائمی نجات کا سرچشمہ موجود ہے۔ اس کی مثل کوئی پیش نہیں کرسکتا جو اس پاک سرچشمۂ ہدایت کا منکر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت یقینی ہے۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے ایسے واضح اور بیّن آیات نازل فرمائی ہیں کہ سوائے فاسق اور پلید فطرت رکھنے والے لوگوں کے کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ جو اس کتاب پر ایمان لانے والے ہیں وہ اس کی دن رات تلاوت کرتے ہیں اور اس پر کامل ایمان لاتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہیں وہ ہمیشہ گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔ اسی پاک کتاب کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے گمراہ ترین اور جاہل ترین لوگوں کو پاک کیا اور انہیں علم وعرفان وحکمت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ جو لوگ اس کتاب کی کامل ترین تعلیمات کے بارے میں شک کرتے ہیں اور اختلاف رکھتے ہیں ایسے لوگ خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کے رسول کے سخت ترین دشمن ہیں۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس میں محکم اور متشابہ تمام تعلیمات موجود ہیں۔ یعنی اس میں کتب سابقہ کی پاک تعلیمات جمع کر دی گئی ہیں اور آئندہ کی ضروریات کے تمام تعلیمات بھی اس میں پائی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کے ذریعہ سے ہی ہم کتب سابقہ تورات وانجیل وغیرہ کو آسمانی کتب کی حیثیت سے پہچان سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات پر بہت رحم کرنے والا ہے اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہتا اس لئے اس نے قرآن کریم جیسی عظیم الشان شریعت نازل فرمائی تاکہ تمام لوگ ہدایت پائیں اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور گمراہی کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور ہدایت کو عام کر دیا ہے اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے تو یہ سراسر نصیحت کا سرچشمہ ہے قرآن کریم کی سچائی اور عظمت کی ایک یہی دلیل کافی ہے کہ اگر یہ کتاب کسی غیر اللہ کی طرف سے بنائی گئی ہوتی تو اس کی تعلیمات میں بے شمار اختلافات پائے جاتے جس طرح کہ دوسری کتب میں اختلافات موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرما کر اور قرآن کریم کو آپؐ پر نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں پر عظیم فضل اور احسان فرمایا اگر قرآن نازل نہ ہوتا تو تمام لوگ گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوتے مگر قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کے لئے ایسا ڈھال بنا کر نازل کیا کہ کوئی دشمن قرآن کریم کی دلائل اور براہین کی دیوار اور ڈھال کو چھید نہیں سکتا اور یہ ایسا نور ہے جو اس کے پڑھنے اور اس پر ایمان لانے والوں کے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے ہر سمت کو روشنی سے بھر دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں   جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں
ان پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں   یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درّثمین)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: (اے مومنو) تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اس کو جو اس کی مرضی یعنی خوشنودی کے طلبگار ہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور انہیں اپنے اذن سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ (المائدہ آیت ۱۷)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ قرآن کریم کی ہدایت اور نور سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبعی۔ اخلاقی اور روحانی حالتوں کو تین سرچشمے قرار دئے ہیں جس میں پہلا سرچشمہ نفس امارہ ہے جس کے بارے میں لکھا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ (یوسف آیت ۵۴) یعنی نفس امارہ انسان کو بدی کی طرف جھکاتا ہے جو اس کی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے۔ دوسرا سرچشمہ نفس لوّامہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں ذکر ہے۔ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ (القیامۃ آیت ۳) یعنی میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو بدی اور بے حیائی کے کام پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ اس کے بعد تیسرا سرچشمہ نفس مطمئنہ ہے جس کے بارے میں لکھا ہے۔ یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔ فَادْخُلِی فِی عِبَادِی۔ وَادْخُلِی جَنَّتِی۔ (الفجر آیات ۳۱-۲۸) یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر آ جا۔

ان تین حالتوں کو گیتا نے انسان کے الگ الگ تین اوصاف قرار دیئے ہیں اور بتایا ہے کہ انہیں تین اوصاف کے بندھن سے انسان بندھا ہوا ہے۔ ان میں سے پہلا وصف تمو ہے جس کے بارے میں گیتا میں آیا ہے:

तमस्त्वज्ञानज विद्धि मोहनं सर्वदेहिनाम् ।
प्रमादालस्य निद्राभिस्तन्निबध्नाति भारत ॥
(गीता, अध्याय १४ श्लोक ८)

یعنی اے ارجُن ! تمام مخلوقات کو متاثر کرنے والا اور اپنی طرف کھینچنے والا جو کہ علم وعرفان سے عاری گن (وصف) ہے وہی تمو گن ہے اور وہ ہوا و ہوس غفلت اور نیند اور کوتاہی کے ذریعہ سے مخلوقات کو باندھتا ہے۔

دوسرا گُن (وصف) رجو گن ہے جس کے بارے میں لکھا ہے:

रजो रागात्मकं विद्धि तृष्णा सङ्ग समुद् भवम् ।
तन्निबध्नति कौन्तेय कर्मसङ्गेन देहिनम् ॥
(गीता, अ. १४, श्लोक ७)

یعنی اے کنتی کے بیٹے ! رجو گن کو تو کشش پیدا کرنے والا (ملنے کی خواہش پیدا کرنے والا) اور خواہشات اور تعلقات پیدا کرنے میں ممد ومددگار جان۔ وہ مخلوقات کو عمل کے بندھن سے باندھتا ہے یعنی عمل کرنے کی قوت پیدا کرنے کی وجہ ہے۔

اسی طرح انسان کے تیسرے وصف کو گیتا نے سَتْ گُنْ قرار دیا ہے اور بتایا ہے:

तत्र सत्त्वं निर्मलत्वात्प्रकाशकमना मयम् ।
सुख सङ्गेन बध्नाति ज्ञानसङ्गेन चानघ ॥
(गीता, अ. १४, श्लोक ६)

یعنی ان میں سے ستگن پاک ہونے کی وجہ سے روشنی پیدا کرنے والا ہے اور یہ کمزوری اور بیماری سے پاک ہے۔ یہ مخلوقات کو راحت اور علم وعرفان سے باندھتا ہے یعنی مخلوقات میں راحت وسکون اور علم وعرفان پیدا کرنے والا گن ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حق کو روشنی قرار دیا ہے اور حق کو ہمیشہ غالب رہنے والا قرار دیا ہے اور فرمایا کہ: وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (بنی اسرائیل آیت ۸۲) اور سب لوگوں سے کہہ دے کہ حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور باطل تو ہے ہی بھاگ جانے والا۔

سچائی کی فتح اور جھوٹ کی شکست کی حقیقت اپنشد میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

सत्यमेव जयति नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयान: ।
येनाक्रमन्त्यृषयो ध्याप्तकामा यत्र तत् सत्यस्य परमं निधानम् ॥
(मुण्डकोपनिषद, खण्ड १, श्लोक ६)

یعنی سچائی کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے۔ جھوٹ کی نہیں۔ پرماتما کو پانے کے لئے تو سچائی ہی واحد ذریعہ ہے۔ اور دنیا میں دوسرے کاموں میں بھی آخرکار سچائی ہی کی جیت ہوتی ہے جھوٹ کی نہیں جو لوگ جھوٹ اور تکبر اور دھوکہ کے ذریعہ سے ترقی کرنا چاہتے ہیں وہ آخرکار نہایت درجہ تک ناکام اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ اس لئے عقلمند لوگ قول سدید اور عمل صالح کو اپناتے ہیں جھوٹ کو نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین وآسمان کا نور خدا تعالیٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (النّور آیت ۳۶) یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی۔ اسی طرح گیتا میں لکھا ہے کہ:

ज्योतिषामपि तज्जयोतिस्तमस: परमुच्यते ।
ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदिसर्वस्य विष्ठितम् ॥
(गीता, अ. १३, श्लोक १७)

یعنی وہ (خدا تعالیٰ) نوروں کا نور اور وراء الوراء کہا جاتا ہے یعنی وہ چراغ، سورج اور چمکتے پتھر یعنی کوہ نور وغیرہ نوروں کا بھی وہی نور ہے۔ وہ علم ہے۔ علم وعرفان سے پایا جانے والا اور سب کے دلوں میں رہنے والا ہے۔ (وہی ہر شئے کو روشنی عطا کرتا ہے)۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔ (الشّمس آیت ۱۱-۱۰) یعنی پس جس نے اس (نفس) کو پاک کیا وہ تو اپنے مقصود کو پا گیا اور جس نے اسے (مٹی میں) گاڑ دیا وہ نامراد ہو گیا۔

باقی صفحہ 30 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید کی چند مشہور تفاسیر کا مختصر تعارف

..................(سید فہیم احمد مبلغ انچارج سکم (گینٹوک)..................

انسانیت کی بہتری اور بہبود کیلئے مختلف ادوار میں مختلف صحائف اور آسمانی کتابیں ظہور میں آئیں۔مگر وہ کتب امتدادِ زمانہ سے یا تو باقی نہ رہ سکیں یا ان میں تحریف کردی گئی مگر قرآن وہ سرچشمہ علم وحکمت ہے جو تحریف سے مبرا اور سب آسمانی کتب کا مجموعہ ہے۔ گویا وہ ایک ایسا پاک درخت ہے جو ہر زمانے کی ضرورت اور حالات کے مطابق پھل دیتا چلا جائے گا۔ بظاہر اُس کے الفاظ مختصر ہیں مگر اُس کے مختصر الفاظ کے اندر ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اگر اُن کو لکھنے کیلئے دُنیا کے سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام جنگلات کی درختوں کی قلمیں بنالی جائیں پھر بھی ان مطالب کا احاطہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لا یمسہ الا المطھرون (واقعہ) یعنی قرآن کریم کے معارف ومعانی پر وہی اطلاع پاتے ہیں۔جن کے دل پاک ہوتے ہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے: ان اھل القرآن اھل اللہ وخاصۃٌ۔(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۴۲) یعنی اھل اللہ اور خدا کے خاص بندے وہ ہیں جن کو قرآنی علوم حاصل ہوتے ہیں۔

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔
”مومن کامل پر قرآن کریم کے حقائق ومعارف جدیدہ ولطائف وخواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں اور ان چاروں علامتوں میں مومن کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے۔“(آسمانی فیصلہ)

پھر فرمایا:”جس کو علم قرآن دیا گیا۔اُس کو وہ چیز دی گئی جس کے ساتھ کوئی چیز برابر نہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 363)

چونکہ قرآن مجید کے الفاظ اپنے اندر وسیع مطالب رکھتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ اُس کے مضامین اور حقائق سے پردہ اُٹھایا جائے چنانچہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے ایسے لوگوں کے دلوں میں جوش ڈالا جنہوں نے قرآن مجید کے مطالب اور معارف کو دُنیا کے سامنے پیش کیا اور ان بیش بہا دولت سے لوگوں کو مالا مال کیا۔

تیرہویں صدی کے وسط تک جس قدر تفاسیر کا علم شائقین کو ہوسکا۔ان کی تعداد 1161 بیان کی جاتی ہے۔

(بحوالہ تاریخ القرآن مصنفہ قاضی عبدالصمد صاحب صفحہ 118)

پس ہر زمانے میں اس کتاب کی شان ظاہر ہوتی رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ذیل میں ان لوگوں کا اختصار سے ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے اس باغ کے پھلوں اور پھولوں کو چن کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔

تفسیر ابن جریر

سب سے ابتدائی اور جامع تفسیر کی کتاب تفسیر ابن جریر ہے۔اُس کے مصنف ابوجعفر محمد طبری ہیں جن کا لقب ابن جریر ہے۔ان کی وفات 310ھ میں ہوئی۔ انہوں نے پہلے قرآن مجید کی تفسیر تیس ہزار صفحات پر لکھی۔ پھر اس کا خلاصہ تین ہزار اوراق پر کیا۔اس تفسیر کی گیارہ جلدیں تیس حصص میں ہیں۔ اس تفسیر کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر اور صحابہ کرام کی بیان کردہ تفسیر ہی بیان کی گئی ہے۔یہ تفسیر منقولی لحاظ سے نہایت عمدہ اور اعلیٰ ہے۔

تفسیر کشّاف:

دوسری مشہور تفسیر تفسیر کشاف ہے۔جس کے مصنف علامہ ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر وزمخشری ہیں۔ان کی وفات 528ھ میں ہوئی۔یہ نہایت بلند پایہ عالم تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے لغات قرآن کو خوب حل کیا ہے۔اسی طرح سے نحوی تراکیب کی بناء پر جو توجیہات ہوسکتی ہیں انکو بیان کیا ہے۔لیکن افسوس کہ ان کی محنت سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے بعض دوسرے لوگوں نے اُن کے معتزلی ہونے کا پروپیگنڈا کیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام لوگ ان کی تفسیر سے نفرت کرنے لگے۔چنانچہ کئی ایک لوگوں نے اُن کی تفسیر کے خلاف بھی لکھا۔بعض لوگ جو اس تفسیر کے مداح تھے۔انہوں نے اس کے حواشی لکھے۔اور اس کی تلخیص کی تا لوگ آسانی سے فائدہ اٹھا سکیں۔

مفاتیح الغیب

تیسری مشہور تفسیر مفاتیح الغیب ہے جو تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے۔لیکن اصل نام اس کا مفاتیح الغیب ہی ہے۔اس کے مصنف امام فخر الدین رازی ہیں۔جن کی وفات 601ہجری میں ہوئی۔سورۃ انبیاء تک انہوں نے تفسیر لکھی اور اللہ کو پیارے ہوگئے بعد میں شیخ نجم الدین احمد بن محمد متوفی 777ہجری نے اس کو مکمل کیا۔لیکن ہر دو کی تفاسیر میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔اور امام رازی کی بیان کردہ تفسیر کا مقام بہت بلند ہے۔اس تفسیر کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ امام رازی کے زمانہ میں جو اعتراضات قرآن مجید پر فلسفہ کے زور پر کئے جاتے تھے۔انہوں نے ان کا ابطال کیا اور زوردار طریقے سے جواب دیئے۔اگر یہ تفسیر اس زمانہ میں نہ لکھی جاتی تو ہزاروں مسلمان کئے گئے اعتراضات سے متاثر ہوکر اسلام کو خیر باد کہہ دیتے امام رازی نے قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے ہر آیت کی تفسیر کو اس انداز سے بیان کیا کہ ایک ایک آیت میں کئی کئی توجیہات نکالنا اور معارف کا دریا بہا دینا انہی کا خاصہ ہے۔

تفسیر ابن العربی:

محی الدین محمد بن علی بن احمد المعروف شیخ اکبر کی تصنیف ہے آپ اسپین کے رہنے والے تھے۔آپ کی پیدائش 561ہجری میں ہوئی اور وفات 628ہجری میں۔آپ کی تفسیر اپنے اندر بہت سے عجائبات رکھتی ہیں اور آپ نے متعدد آیات کی تفسیر میں مسیح موعودؑ کی آمد کا ذکر کیا ہے۔تفسیر کے علاوہ انکی تصانیف میں سے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم مشہور ہیں۔

تفسیر القرطبی:

تفسیر قرطبی امام ابوعبداللہ محمد بن عمر بن یوسف القرطبی کی ہے آپ 501ہجری میں پیدا ہوئے۔ بڑے مفسر تھے۔آپ کی کتاب پندرہ جلدوں میں ہے۔آپ نے اس میں فقہی امور کو بیان کرنے میں توجہ دی ہے۔متعدد تفاسیر میں اس کتاب کے حوالے پائے جاتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی

تفسیر بیضاوی امام ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن علی الشیر ازی البیضاوی کی تصنیف ہے۔آپ شیراز کے قاضی تھے۔آخر میں ترک منصب کر کے شیخ محمد بن تحیان کی خدمت میں رہے۔انہی کے ایماء سے تفسیر لکھی۔امام بیضاوی نے اپنی تفسیر کیلئے تفسیر کشاف کو بطور بنیاد کے استعمال کیا۔یہ تفسیر لوگوں میں بہت مقبول ہوئی ہے۔اس کی مقبولیت کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ ہر دینی درسگاہ میں اس کو بطور نصاب شامل کیا گیا ہے۔بعض علماء نے ان کی تفسیر کی تلخیص بھی کی ہے۔

تفسیر بحر محیط

یہ تفسیر شیخ اثر الدین ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی کی تصنیف ہے جو 745ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ تفسیر دس جلدوں پر مشتمل ہے بعد ازاں اس کا اختصار مصنف نے دو جلدوں میں کیا۔انکی تفسیر نہایت عمدہ ہے۔پہلے لغت کی تشریح کرتے ہیں پھر اس کے بعد آیت کی تشریح کرتے ہیں۔آپ پہلے مفسر ہیں جنہوں نے سورتوں کی آپس کی ترتیب کو بیان کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

یہ تفسیر امام ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی کی تصنیف ہے۔آپ شافعی المذہب تھے۔اور آپ نے دمشق میں تعلیم حاصل کی۔آپ کے اساتذہ میں سے مشہور ابن عساکر اور حافظ ابن تیمیہ ہیں۔آپ 700ہجری میں پیدا ہوئے۔اور 774ہجری میں وفات پائی۔آپ کی کتاب دس جلدوں میں ہے۔اور تفسیر ابن جریر کے بعد یہ دوسری ایسی تفسیر ہے جس میں آیات قرآنیہ کی تشریح میں احادیث اور آثار کو بالالتزام بیان کیا گیا ہے۔اور ان پر حسب ضرورت جرح بھی کی گئی ہے۔اور اس میں کوشش کی گئی ہے کہ تمام وہ تفسیر جو صحابہؓ سے منقول ہے اس کو بیان کردیا جائے۔

تفسیر جلالین

یہ تفسیر شیخ جلال الدین محمد بن احمد محلی متوفی 864ہجری کی تصنیف ہے۔ابھی یہ تفسیر سورہ الاسراء تک لکھی گئی تھی کہ مصنف کا انتقال ہوگیا۔بعد ازاں اس کتاب کو امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ہجری نے مکمل کیا۔اور چونکہ ایسے دو شخصوں نے اس کتاب کو لکھا جن کے نام کا حصہ جلال ہے اس لئے اس کا نام جلالین رکھا گیا۔یہ کتاب مختصر ہے۔اور مبتدی کیلئے تفسیر پڑھتے ہوئے جن امور کی ضرورت ہوتی ہے ان کو اس میں بیان کیا گیا ہے۔جملہ مدارس دینیہ میں یہ بطور نصاب داخل ہے۔اس کتاب کے بہت سے حواشی اور شروح لکھی گئی ہیں۔

تفسیر الدر المنثور

درمنثور امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ہجری کی تصنیف ہے۔سیوط علاقہ مصر میں ایک جگہ ہے۔ اور اس کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سیوطی کہلاتے ہیں۔علامہ سیوطی بہت بڑے عالم اور کثیر التصانیف ہیں۔جن میں سے 89 کتب صرف فن حدیث پر ہیں۔انکی کتابوں میں سے اتقان فی علوم القرآن نہایت ہی مشہور کتاب ہے درمنثور میں بھی ابن جریر اور ابن کثیر کی طرح احادیث اور روایات کو زیادہ مدنظر رکھا گیا ہے۔

تفسیر فتح القدیر:

یہ کتاب امام محمد بن علی بن محمد شوکانی یمنی کی تصنیف ہے جو 1172ہجری میں شوکان میں پیدا ہوئے اور 1250ہجری میں وفات پائی۔آپ نے تفسیر قرطبی بیضاوی اور کشاف کو ملحوظ رکھا ہے۔اسی کتاب کو نواب صدیق حسن خان آف بھوپال نے 1304ہجری میں فتح البیان کے نام سے موسوم کر کے شائع کیا۔

تفسیر روح المعانی

یہ کتاب چودھویں صدی ہجری کی مشہور تصنیف ہے۔اس کے مصنف علامہ محمود آلوسی بغدادی ہیں جو 1304ہجری میں فوت ہوئے یہ کتاب چھ جلدوں میں اور تیس حصص میں ہے۔تفسیر لکھتے وقت آپ نے پہلی تفاسیر کو زیر نظر رکھا ہے۔اور خاص طور پر امام رازی کی تفسیر مفاتیح الغیب کو اور اکثر مقامات پر ان کے خیالات کی تردید بھی کی ہے۔چونکہ یہ تفسیر آخر میں لکھی گئی ہے۔ اس لئے نہایت عمدہ معلومات پر مشتمل ہے۔

تفسیر المنار

یہ کتاب الشیخ محمد رشید رضا المصری کی تالیف ہے۔ جس میں آپ نے اپنے استاد الشیخ مفتی محمد عبدہ کے دروس

باقی صفحہ 30 پر ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں ماں کے دودھ کی افادیت
جدید سائنسی علوم کی روشنی میں

.................(مولوی شیخ مجاہد احمد شاستری قادیان)..................

اگر دنیا کے تمام انسان مل کر بھی قرآن کریم کی عظمت پوری طرح بیان کرنا چاہیں تو بھی اُن کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جب ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ ''اللہ کے رسول! ہر پیغمبر کا معجزہ تھا آپ کا کیا معجزہ ہے''۔ تو آپؐ نے فرمایا ''اللہ کا لفظ یعنی قرآن مجید'' قرآن کریم کوئی عامیانہ بات یا معمولی احکامات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ آخری اور سب سے بڑے زندہ سچ کا مجموعہ ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کے زندہ سچ ہونے کا راز عامیانہ ذہن کے لئے مخفی ہے اور اس کا مکمل ادراک کوئی آسان کام نہیں ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ اس کا ہر ایک لفظ خدا تعالیٰ کی عظمت کا شاہد اور اُس کے علم کو ظاہر کرنے والا ہے۔ قرآن مجید کے علاوہ دنیا کی دیگر مذاہب کی جتنی بھی تحریریں ہیں اُن کا اثر درجہ بدرجہ کم ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر ایک چیز کی ایک انتہا ہے مگر یہ بات قرآن مجید پر لاگو نہیں ہوتی بلکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ہر ایک گزرنے والا دن قرآن مجید کی حقیقت کو بار بار ثابت کرنے والا اور قائم دائم کرنے والا ہے۔ اگرچہ اس کی آیات ہمیشہ زندہ اور تابندہ ہیں مگر ہماری سمجھ کو اس کا ادراک ہماری فہم تقویٰ اور طاقت کے مطابق ملتا ہے۔ ہر ایک کے لئے اُس کی طاقت اور عقل کے مطابق قرآن مجید میں آدرش موجود ہیں۔

قرآن مجید نے خود بار بار دعوت دی ہے کہ آسمان سے زمین تک جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اُس میں غور کرنے والوں کے لئے اللہ کے لامحدود صفات اور وحدانیت سمجھنے کے لئے بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ آج سائنس کے ذریعہ بڑی گہرائی تک مطالعہ ہو رہا ہے اور لطیف آلات کے استعمال کی بنا پر سائنس کی تحقیقات اس مقام تک آچکی ہیں کہ کائنات کے بہت سے اسرار پہلی بار انسان کے سامنے آرہے ہیں۔ یہ باتیں اس صدی سے قبل کے لوگوں کو معلوم نہیں تھیں۔ لیکن جب چودہ صدی قبل کے قرآن میں ان باتوں کا صحیح علمی تذکرہ ملتا ہے تو اسی کو دیکھ کر عقل والہانہ لا الہ الا اللہ پکار اُٹھتی ہے۔ جب دنیا کے بعض بڑے سائنس دانوں کی نظر سے قرآن مجید کا ترجمہ گزرا تو اُن کی روح بے ساختہ پکار اُٹھی کہ یہ چودہ صدی قبل کے ناخواندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہرگز نہیں ہوسکتا، بے شک یہ خالق کائنات کا کلام ہے اور وہ اس کے سچے رسول ہیں۔

معزز قارئین کرام! قرآن مجید کی بعض آیات ایسی ہیں جو آج کی جدید تحقیقات کے بعد زیادہ وضاحت کے ساتھ سمجھ میں آرہی ہیں۔ انہی آیات میں سے ایک وہ آیت ہے جو میرے مضمون کا موضوع ہے اور وہ شہرۂ آفاق سائنسی مضامین کی حامل آیت مندرجہ ذیل ہے:-

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ (البقرہ:۲۳۴)

ترجمہ: ''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں (یہ ہدایت) اُن کے لئے (ہے) جو دودھ پلانے (کے کام) کو (اس کی مقررہ مدّت تک) پورا کرنا چاہیں۔'' (بحوالہ تفسیر صغیر صفحہ ۵۷)

موجودہ زمانہ کی جدید سائنسی تحقیقات نے قرآن مجید کی اس صداقت کو روز روشن کی طرح عیاں کردیا ہے کہ ماں کو اپنے بچہ کو دو سال تک مکمل دودھ پلانا چاہئے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ پہلے لوگ اس آیت کے ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لامحدود قدرت وعلم غیب و وحدانیت کو نہیں سمجھ سکے۔ پہلے کے دور کے لوگوں نے اپنے دور کے مشاہدات کے اعتبار سے اس آیت کو سمجھا اور اس پر ایمان لائے۔ آج مزید تحقیقات کی روشنی میں ہم زیادہ تفصیل سے اس کو سمجھ رہے ہیں اور ان حقائق پر غور کرنے کے نتیجہ میں اہل دانش اس پر ایمان بھی لارہے ہیں اور آئندہ آنے والے لوگ انشاء اللہ اُس دور کے مشاہدات کے اعتبار سے سمجھیں گے۔

امام الزمان سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

''قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید درجدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال اِن صحفِ مطہرہ کا ہے تا خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۲۸۵)

اسی طرح ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں کہ:-

''قرآن شریف ایک ایسی پُر حکمت کتاب ہے جس نے طبِّ روحانی کے قواعد کلیہ کو یعنی دین کے اصول کو جو دراصل طبِّ روحانی ہے طبِّ جسمانی کے قواعد کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے جو صدہا معارف اور حقائق کے کھلنے کا دروازہ ہے۔ اور سچی اور کامل تفسیر قرآن شریف کی وہی شخص کرسکتا ہے جو طبِّ جسمانی کے قواعد کلیہ پیش نظر رکھ کر قرآن شریف کے بیان کردہ قواعد میں نظر ڈالتا ہے۔ (چشمۂ معرفت ۹۴-۹۵)

معزز قارئین! امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ''(قرآن مجید نے) طب روحانی کے قواعد کلیہ کو یعنی دین کے اصول کو جو دراصل طبِّ روحانی ہے طبِّ جسمانی کے قواعد کلیہ کے ساتھ تطبیق دی ہے۔ اور یہ تطبیق ایک ایسی لطیف ہے جو صدہا معارف اور حقائق کے کھلنے کا دروازہ ہے۔'' بطور پیشگوئی کے ہے۔ جوں جوں سائنس جو دراصل خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے ترقی کرتی جائے گی طبِّ روحانی اور طبِّ جسمانی کے تطبیق کے اسرار کھلتے چلے جائیں گے اور دنیا قرآن مجید کے حقائق و معارف سے باخبر ہوتی جائے گی۔

معزز قارئین کرام! مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اس دین کو سمجھیں، جو دین فطرت ہے۔ جو ہماری شخص اور اجتماعی زندگی کی بنیاد ہے جس کے ذریعہ طبِّ روحانی اور طبِّ جسمانی کی تطبیق ہوتی ہے۔ ہم دنیا میں ہزاروں قسم کی کتابیں پڑھتے ہیں بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں لیکن قرآن مجید کی طرف کماحقہٗ ہماری توجہ نہیں ہوتی جبکہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کا ابدی اور غیر متغیر کلام ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ تعلیم یافتہ ہے اس کو قرآن مجید اسی قدر بہتر طور پر سمجھ آتا ہے۔ خود قرآن مجید فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا'' (سورہ فاطر ۲۹)

یعنی: اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اُس سے ڈرتے ہیں۔

کائنات کا سائنسی علم ایک مومن کی میراث ہے جسے وہ بدقسمتی سے صدیوں قبل گم کرچکا ہے۔ قرآن مجید میں ۷۵۰ دفعہ مسلمانوں کی توجہ سائنسی حقائق اور مشاہدات کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ یہ مضمون یعنی ''قرآن مجید میں ماں کو دو سال تک بچے کو دودھ پلانے کا حکم ہے اور موجودہ طبی سائنس کی تحقیق میں ارشاد ربانی کی اہمیت'' اُسی کھوئی ہوئی میراث کی طرف توجہ کرنے کی ایک حقیر سعی ہے۔

تناسل کا پیچیدہ نظام اور بچے کی پیدائش

انسان اور حیوانات دونوں کے اندر تناسل کا ایک ہی نظام ہے۔ ابھی چند برس قبل تک حمل کے قرار پانے کے عجوبے کو ایک عام دنیوی واقعہ سمجھا جاتا تھا۔ جس میں باپ اور ماں کی طرف سے جین برابر برابر شریک ہوتے ہیں۔ جیسے جیسے سائنسی علم نے ترقی کی تو یہ ظاہر ہوا کہ حمل پانے کا عمل ایک انتہائی پیچیدہ عمل ہے۔ انسان کے تناسل کو ہم تفصیل سے لکھتے ہی یہ جدید تحقیقات کا خلاصہ ہے۔ اس تحقیق کی رو سے قرآن مجید کی سچائی شمس الضحٰی کی طرح واضح ہے۔

مرد کا مادہ تولید عورت کی بچہ دانی میں حمل ٹھہرنے کا ذریعہ ہے۔ نطفہ کئی رطوبات کا مجموعہ ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱-اسپرم (Sperm) یہ بہت چھوٹے جرثومے کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ نطفہ میں تیرتے رہتے ہیں یہ اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ایک سوئی کی نوک پر لاکھوں کی تعداد میں آجائیں۔ ان کے پیدا ہونے کی جگہ مرد کا فوطہ ہے حمل کا استقرار اسی سے ہوتا ہے نطفہ صرف ان کی حفاظت کا کام کرتی ہے۔ گویا بیج مرد ڈالتا ہے عورت صرف اس کی پروش کرتی ہے۔

۲-نطفہ کے غدود: یہ پروسٹیٹ غدود کے پاس ہوتے ہیں۔ انہیں میں نطفہ بنتا ہے۔

۳-پروسٹیٹ غدود: یہ ایک رطوبت پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے نطفہ کا رنگ اور بو متعین ہوتا ہے۔

۴-مذی کے غدود: یہ پیشاب کی نالی کے پاس ہے۔ اس میں مذی بنتی ہے۔ گویا جدید ترین تحقیقات کی رو سے منی انہیں چار رطوبات کا مخلوط ہے۔ اب قرآن پاک کا حسنِ بیان پڑھئے۔

''انسان کی نسل کو بے قدر پانی کے اختلاط سے بنایا۔ (السجدہ آیت:۹)

''اور ہم نے اس کو مخلوط نطفہ سے بنایا''۔ (الدھر آیت:۳)

''ہم نے انسان کو نطفہ سے بنایا''۔ (النحل آیت:۵)

''کیا انسان شروع میں بہنے والی منی کا نطفہ نہیں تھا۔''

عورت کے فرج میں جہاں منی کا انزال ہوتا ہے وہاں سے چند انچ کے فاصلے پر بچہ دانی کا منہ ہوتا ہے انزال کے بعد نطفہ میں موجود جرثومے بچہ دانی کی طرف حرکت کرتے ہیں۔ یہ چھوٹا سفر ان کے لئے بہت طویل اور جان لیوا ہوتا ہے۔ اکثر راستے میں ہی مرجاتے ہیں یا دم ٹوٹ جانے کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ پاتے سب سے مضبوط نطفہ بچہ دانی کے منہ کے اندر داخل ہوجاتا ہے۔ اور فوراً بچہ دانی کا منہ بند ہوجاتا ہے اسی لئے عام طور پر ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ گویا بچے کے نر یا مادہ ہونے کا بیج مرد ڈالتا ہے عورت کا اس میں کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔ اس کے رحم میں نطفہ کی پرورش ہوتی ہے۔

نر مادہ کا تعین مرد کے نطفے سے ہوتا ہے۔ پڑھئے یہ آیت

''وہی اللہ نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے۔'' (النجم آیت ۴۶)

اسلام میں خاندان اور قبیلہ مرد سے چلتا ہے چاہے عورت کسی اور قبیلے سے ہو۔ اب آگے دوسری آیت پڑھئے۔

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔''

(البقرہ آیت ۲۲۳)

ظاہر ہے کھیتی کا کام صرف بیج کی پرورش ہوتا ہے۔ بیج کوئی دوسرا ڈالتا ہے۔ عورت کے بدن میں دو انڈے دانیاں ہوتی ہیں جو فلوپین ٹیوب (Flolian Tube) کے ذریعہ بچے دانی سے جڑی ہوتی ہیں۔ یہ انڈا

بھی خوردبین سے دکھائی دیتا ہے لیکن نطفہ کے مقابلے میں بہت بڑا ہوتا ہے۔ نطفہ بچہ دانی میں پہنچ کر انڈے کی طرف چلتا ہے۔ انڈا چاہے بچہ دانی میں ہو یا فلوپین نلکی میں ہو وہاں جا کر اپنا سر انڈے کے اندر پیوست کر دیتا ہے اور انڈے کو غذا بنا کر فوراً بڑھنے لگتا ہے۔ وہ انڈا بچہ دانی کی تھیلی سے چپک جاتا ہے اور انڈے کی جھلی اور بچہ دانی کے درمیان ایک نلکی بن جاتی ہے جس کو نال کہتے ہیں۔ اسی نال کے ذریعہ ماں کے جسم کی رطوبات انڈے کے جھلی میں آنے لگتی ہیں جو اس کی غذا بنتی ہے۔ یہ بڑھتی ہوئی چیز نالی کے ذریعہ بچہ دانی کی دیوار سے لٹک جاتی ہے اور تیزی سے بڑھنے لگتی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرد کی صرف ایک چیز یعنی نطفہ استعمال ہوا جبکہ عورت کا انڈا رحم اور رحم کی رطوبات استعمال ہوئیں۔ اب یہ آیت پڑھئے۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ۔ يَّخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ والتَّرآئِبِ۔ (الطارق آیت ۶ تا ۸)

پس انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اُچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ پانی (یا انسان) پیٹھ اور سینہ (کی ہڈیوں) کے درمیان سے نکلا ہے۔

حمل کا استقرار

نطفہ کا سر انڈے میں گھس جانے اور انڈے کا رحم سے چپک کر نال سے رطوبات لینے کا عمل وہ عمل ہے جس کو حمل کا استقرار کہتے ہیں۔ اب وقت کے ساتھ یہ جنین بڑھے گا، انڈے کی جھلی بڑھے گی اور نال کی لمبائی بڑھے گی۔ مندرجہ ذیل آیات پڑھیں:

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِی قَرارٍ مَّكِيْنٍ۔
(المومنون آیت: ۱۴)

پھر اس کو ایک ٹھہرنے والی جگہ میں نطفہ کے طور پر رکھا۔

فَجَعَلْنٰهُ فِی قَرَارٍ مَّكِيْنٍ۔ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ (المرسلٰت: ۲۲-۲۳)

پھر اس کو ایک ایسی جگہ (یعنی ماں کے رحم میں رکھ دیا جو اس کے صحیح طور پر محفوظ رکھنے کے قابل تھی۔ اور جتنی مدّت اس نطفہ کا رحم میں رکھنا مناسب تھا اتنی مدّت ہم نے اس کو رحم میں رکھا۔

قارئین کرام! نطفہ کا نام بچہ نہیں ہوتا بلکہ نطفہ کئی مراحل سے گزر کر بچہ بنتا ہے۔ جدید تحقیقات کے اعتبار سے دن اور ہفتہ کی گنتی کے ساتھ بہت سے مراحل ذکر کئے گئے ہیں۔ آگے یہ آیات پڑھیں۔

وَقَدْ خَلَقَنٰكُمْ اَطْوَارً۔

(نوح: آیت ۱۵)

حالانکہ اُس نے تم کو کئی مراحل میں بنایا ہے۔

يَخْلُقُكُمْ فِی بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِی ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ۔

(الزمر آیت ۷)

وہ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کرتا ہے (یعنی) ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش میں بدلتے ہوئے تین ظلمتوں میں سے گذار کر۔

تین تاریکیوں سے مراد ماں کے پیٹ کی کھال، بچہ دانی کی کھال اور تیسری وہ جھلی جس میں بچہ بنتا ہے۔

سائنس کے اعتبار سے بچہ کی تخلیق کے مراحل

۱- پہلا دن: نطفہ انڈے کو ڈھونڈ کر اپنا سر اس کے اندر پیوست کر دیتا ہے اور انڈے سے غذا حاصل کر کے بڑھنے لگتا ہے۔ اس کا نام حمل کا استقرار ہے۔

۲- چھٹا دن: یہ انڈا ماں کی بچہ دانی سے چپک کر وہاں سے رطوبات کی شکل میں غذا لینے لگتا ہے۔ ایک نال بن جاتی ہے جس کے ذریعہ رطوبات آتی ہے۔ اسی نال کے ذریعہ یہ بچہ دانی سے لٹک جاتا ہے۔ اس میں رگیں اور قلب بننے لگتا ہے لیکن نہ قلب بنتا ہے اور نہ دھڑکتا ہے اس کی لمبائی 0.6 ملی میٹر ہوتی ہے۔

۳- بائیس دن: قلب کی دھڑکن شروع ہو جاتی ہے۔ بچہ کا اپنا خون بنکر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ یہ خون ماں کے خون سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی ۴ ملی میٹر کے قریب ہوتی ہے۔

۴- چوتھا ہفتہ: تیسرے ہفتے کے آخر اور چوتھے ہفتے میں سر اور ریڑھ کی ہڈی اور اعصاب بنتے ہیں۔ جگر، گردہ، آنت بھی بننا شروع ہو جاتے ہیں۔

۵- پانچواں ہفتہ: آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں بننا شروع ہو جاتے ہیں۔

۶- چھٹا ہفتہ: دماغ لہریں پیدا کرنے لگتا ہے ہونٹ اور منہ بننا شروع ہوتا ہے۔ انگلیوں پر ناخن بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ گویا سارے اعضاء کے اسباب جمع ہو جاتے ہیں لیکن ابھی شکل آدمی کے بچہ کی نہیں ہوتی۔

۷- ساتواں ہفتہ: پلکیں، انگوٹھے اور ناک ظاہر ہو جاتے ہیں۔

۸- آٹھواں ہفتہ: انگلیوں پر لکیریں بننے لگتی ہیں۔ بچہ سننا شروع کر دیتا ہے۔

۹- دسواں ہفتہ: بچہ سانس لینے لگتا ہے یعنی جھلی کے اندر کا پانی پھیپھڑے میں جانے آنے لگتا ہے۔ بچہ پیشاب کرنا شروع کرتا ہے۔

۱۰- بارھواں ہفتہ: درد محسوس کرنے لگتا ہے۔ احساس پیدا ہوتے ہیں۔

۱۱- چوتھا مہینہ: بچہ ۸ تا ۱۰ انچ کا ہو جاتا ہے تو حرکت کرنے لگتا ہے۔

۱۲- پانچواں اور چھٹا مہینہ: بچہ ۱۲ انچ لمبا اور ایک تا ڈیڑھ پاؤنڈ وزن کا ہو جاتا ہے۔ ماں اس کا ہلنا خوب محسوس کرنے لگتی ہے۔

۱۳- ۷ تا ۹ ماہ: چار احساسات کام کرنے لگتے ہیں۔ یعنی دیکھنا، سننا، چکھنا اور چھونا بچہ سونے جاگنے لگتا ہے۔ کھال کے نیچے چربی بننے لگتی ہے۔ پیدائش سے ایک ہفتہ قبل بڑھنا بند ہو جاتا ہے اور سر نیچے لٹک جاتا ہے۔

قرآن مجید کے اعتبار سے حمل کے مراحل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حمل کے مراحل کی تفصیل دن یا ہفتہ کے مطابق نہیں بیان کی بلکہ سیدھے سادے طور پر مراحل کا ذکر کیا ہے جن میں آج کی ساری تحقیقات شامل ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وقت کا وجود اضافی ہے حقیقی نہیں۔ یہ کلام پاک کی بلاغت اور حقیقت بیانی کا کمال ہے۔ مراحل کی تفصیل مندرجہ ذیل آیت میں بیان کی گئی ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِينٍ ثم جلعنه نطفةً فی قرار مكين۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا العِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الخٰلِقِيْنَ۔

(۱۰ المومنون آیت ۱۳ ۔ ۱۵)

اور ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے خلاصے سے بنایا۔ پھر اس کو ایک ٹھہرنے والی جگہ میں نطفہ کے طور پر رکھا۔ پھر نطفہ کو ترقی دیکر ایسی شکل دی کہ وہ چمٹنے والا وجود بن گیا۔ پھر اس چمٹنے والے وجود کو ایک بوٹی بنا دیا، پھر اس بوٹی کو ہم نے ہڈیوں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ پھر اُن ہڈیوں پر ہم نے گوشت چڑھایا۔ پھر اس کو ایک اور شکل میں تبدیل کر دیا۔ پس بہت ہی برکت والا ہے وہ خدا جو سب سے اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

گویا پہلا مرحلہ مٹی کے خلاصہ یعنی غذا سے بننا ہے۔ دوسرا مرحلہ غذا سے نطفہ کا بننا ہے۔ تیسرا مرحلہ نطفہ کا رحم میں قرار پا کر انڈے کے اندر بڑھنا۔ چوتھا مرحلہ بچہ دانی سے نال کے ذریعہ لٹک جانا یعنی علقہ بننا۔ پانچواں مرحلہ علقہ سے مضغہ بننا۔ چھٹا مرحلہ مضغہ سے ہڈی بننا۔ ساتواں مرحلہ ہڈی پر گوشت پوست چڑھا کر اس کو خلقِ آخر میں تبدیل کرنا یعنی اس میں روح کا ڈالنا ہے۔ علقہ کا ترجمہ عربی لغت میں تین معنی پر استعمال ہوتا ہے۔ لٹکی ہوئی چیز، جونک، خون کا لوتھڑا۔ موجودہ دور میں خوردبین سے علقہ کی اگر تصویر دیکھی جائے تو رحم سے لٹکی ہوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ اس کی شکل جونک کی طرح ہوتی ہے۔ علقہ کے اندر رگیں اور قلب دکھائی دیتا ہے لیکن ابھی قلب کا چلنا یا خون کی گردش نہیں ہوتی اور اپنا خون بھی نہیں بنا ہوتا۔

"پھر ہم نے علقہ سے مضغہ بنا دیا" مضغہ کے معنی مترجمین نے گوشت کا لوتھڑا کیا ہے۔ حالانکہ وہ گوشت نہیں ہے۔ گوشت کا آخری مرحلہ میں ذکر فرمایا ہے۔ عربی لغت میں مضغہ کہتے ہیں چبائی ہوئی چیز کو یعنی جس پر دانت کے نشان ہوں۔ مضغہ ایک سینٹی میٹر سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔

دو ہفتہ تک مضغہ رہتا ہے تیسرے ہفتہ سے پیٹ اپنا خون بنانے لگتا ہے۔ رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہے۔ اعضا بننے لگتے ہیں۔ شکل جانور کے بچے جیسی ہوتی ہے۔ اس کا خون ماں کے خون سے مختلف ہوتا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور ہم نے مضغہ سے ہڈی بنایا" اس مرحلہ میں مضغہ کے اجزا سے ہڈیوں کا پورا ڈھانچہ بن جاتا ہے۔ چھوٹے ہاتھ پاؤں بھی نکل آتے ہیں۔ دانت کے نشانات والی جگہ ریڑھ کی ہڈی بن جاتی ہے یہ پانچواں اور چھٹا ہفتہ ہے شکل پھر بھی جانوروں کے بچے جیسی ہوتی ہے۔ اگلی آیات پڑھیں۔

"تم دوبارہ پیدا کئے جانے میں کیوں شک کرتے ہو۔ حالانکہ (پہلی بار) غذا سے نطفہ بنایا پھر اس سے علقہ اور اس سے مضغہ بنایا۔ بعض اعضا پورے ہوتے ہیں بعض ادھورے تاکہ تم پر میری قدرت ظاہر ہو جائے۔ پھر ہم ماں کے پیٹ میں ایک معینہ مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ پھر بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں۔" (سورہ حج: ۶)

یہ حدیث پڑھئے۔ "جب ۴۲ راتیں گذر جاتی ہیں تو اللہ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو آنکھ، کان گوشت ہڈی، کھال بنا دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ اللہ اب آپ نر یا مادہ جو چاہے بنا دیں۔" (مسلم شریف)

یعنی ۴۲ دن یا چھ ہفتہ کے بعد آنکھ، ناک، کان، بن جاتے ہیں۔ اعضا درست ہو جاتے ہیں اور وہ انسان کی شکل میں آجاتا ہے پھر نر یا مادہ بنتا ہے آگے یہ آیت پڑھیں۔

"ہم نے انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس کی نسل کو ایک مخلوط بے قدر پانی سے بنایا۔ پھر اُس کے اعضا درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تم کو کان آنکھیں اور دل دیا۔ تم تو بہت کم شکر کرتے ہو۔" (سورہ السجدہ آیت ۸)

"وہی اللہ نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے۔" (سورۃ النجم آیت ۴۵)

"کیا یہ انسان بہنے والی منی کا نطفہ نہیں تھا۔ پھر علقہ بنایا پھر اس سے تخلیق کی اور اعضا درست کئے۔ پھر نر مادہ بنایا۔ کیا ایسی قدرت رکھنے والا قیامت میں مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا ہے۔ (سورہ القیٰمہ آیت ۴۵)

ماں کا دودھ ایک تجزیہ

قدرت نے ماں کی جسمانی بناوٹ ایسی بنائی ہے کہ وہ خود کوئی بھی غذا اپنے گھرانے کے رواج اور استطاعت کے مطابق کھائے تو اس کا ایک حصّہ اس کی جسمانی طاقت کے قیام کے لئے اور ایک حصّہ بچے کے لئے مناسب مقدار میں دودھ پیدا کرنے کے کام آتا ہے۔ حمل کے استقرار پاتے ہی ماں کی غذا کا ایک حصّہ حمل میں نال کے ذریعہ بچہ حاصل کرتا ہے اور پیدائش کے بعد دودھ کی صورت میں بچہ ماں کی غذا کا ایک حصّہ حاصل کرتا ہے۔

جو عورتیں بچہ کی پیدائش کے موقع پر یا اس کے بعد اپنے دودھ کے علاوہ دوسرا دودھ پلانے کے حق میں ہوتی ہیں اُن کو مندرجہ ذیل سطور توجہ سے پڑھنی چاہئے۔ اس کو پڑھنے سے اُنہیں یقین ہو جائے گا کہ

باقی صفحہ 31 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن کریم کے فضائل و برکات

اور ہماری ذمہ داریاں

.................(پی ایم رشید مبلغ سلسلہ سکندرآباد).................

وقال الرسول یارب ان قومی اتّخذوا ھٰذا القرآن مھجورًا (الفرقان ۳۱)

ترجمہ: اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں قرآن مجید کو پڑھنے والے اور سمجھ کر عمل کرنے والے بہت کم ہوں گے۔ اسلام صرف نام کا باقی رہ جائے گا۔ مسیح موعودؑ کے ذریعہ پھر دوبارہ دین کو تقویت حاصل ہوگی۔ اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کے مطابق دین کو سنبھالنے والا پہلوان آگیا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی باتوں کو سنیں اور عمل کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ بالا آیات کے تعلق سے تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں ”مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہورہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے۔ جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے۔ مگر نہیں اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ اور پھر میری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایما سے اس طرف بلاوے تو اسے کذاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔“ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ الفرقان آیت ۳۱)

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل اور احسان خاص ہے ہم پر کہ ہمیں اس زمانہ کے امام کو پہچاننے اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی اور قرآن کریم جیسی عظیم نعمت سے استفادہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ جبکہ دنیا میں بسنے والے عرب لوگوں کو یہ توفیق حاصل نہیں کہ قرآن کریم کو صحیح سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں ہمارے پاس وہ تمام وسائل موجود ہیں جن سے انسان قرآن کریم کو بہت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے اور اس پر عمل کر سکتا ہے۔ اور عمل کے نتیجہ میں اپنی زندگی کا مقصد کو پورا کر سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے قرآن شریف کے علوم کا وہ خزانہ بخشا جو سینکڑوں سال سے مدفون تھا۔ آپ نے مبعوث ہو کر قرآن کریم کے وہ خزائن ہم پر کھول دیئے اور وضاحت کر دی جن تک پہنچنا ہمارے لئے ناممکن اور محال نظر آتا تھا۔ آپ کی تمام تقریر و تحریرات قرآن شریف کی تفسیر اور عکس ہے۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے تمام خطابات اور تحریرات قرآن کریم کی تفسیر پر مشتمل ہیں۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش اور جدو جہد کرتا رہے۔ اور اس سلسلہ میں کوشش کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارا تعلق اس جماعت سے ہے جس کے بارے میں ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا امام مہدی کے ذریعہ اسلام کو از سر نو زندہ کیا جائے گا اور تمام ادیان باطلہ پر اسلام کو غلبہ عطا ہوگا۔ بہت بڑی بدنصیبی ہوگی اگر ہم خدا کا شکر ادا نہیں کریں گے۔ شکر ادا کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم قرآن مجید کو سیکھیں اور اس پر عمل کر کے دوسروں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ بنیں۔ اور لوگ ہمارے نمونہ کو دیکھ کر حقیقی اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں اور خدا کا قرب حاصل کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

فضائل قرآن

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی وجہ سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔ پھر فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن)

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”جس شخص نے ایک رات میں پچاس آیات قرآن کی تلاوت کی وہ غافل لوگوں میں شمار نہ کیا جائے گا۔“ (سنن الدارمی۔ کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی فضل قارئ القرآن)

پھر قرآن کریم کی گھروں میں باقاعدہ تلاوت کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کیا کرو۔ یقیناً وہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر کم ہو جاتی ہے۔ اور وہاں شر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔ (کنز العمال) پس ہمیں چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور قرآن کریم کی برکات حاصل کر کے دین و دنیا سنوارنے کی فکر میں لگے رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ”قرآن جوہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔“ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس چھوٹے سے فقرے میں اتنی بڑی بات کہہ دی کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

آپؑ کو قرآن کریم کے ساتھ جو دلی محبت تھی اس کا اظہار کرتے ہوئے ایک شعر میں آپ نے یوں بیان فرمایا۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن مجید کے فضائل و برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”قرآن شریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا مدار علیہ ہے ایک ایسی کتاب ہے جس کی متابعت سے اسی جہان میں آثار نجات کے ظاہر ہو جاتے ہیں کیونکہ وہی کتاب ہے کہ جو دونوں طریق ظاہری اور باطنی کے ذریعہ سے نفوس ناقصہ کو بمرتبہ تکمیل پہنچاتی ہے اور شکوک اور شبہات سے خلاصی بخشتی ہے۔ ظاہری طریق سے اس طرح پر کہ بیان اس کا ایسا جامع دقیق و حقائق ہے کہ جس قدر دنیا میں ایسے شبہات پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تک پہنچنے سے روکتے ہیں جن میں مبتلا ہو کر صدہا جھوٹے فرقے پھیل رہے ہیں اور صدہا طرح کے خیالات باطلہ گمراہ لوگوں کے دلوں میں جم رہے ہیں سب کا رد معقولی طور پر اس میں موجود ہے۔ اور جو جو تعلیم حقہ اور کاملہ کی روشنی ظلمت موجودہ زمانہ کے لئے درکار ہے وہ سب آفتاب کی طرح اس میں چمک رہی ہے اور تمام امراض نفسانی کا علاج اس میں مندرج ہے اور تمام معارف حقہ کا بیان اس میں بھرا ہوا ہے اور کوئی دقیقہ علم الٰہی نہیں جو آئندہ کسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے اور اس سے باہر رہ گیا ہو۔ اور باطنی طریق سے اسطور پر کہ اس کی کامل مطابعت دل کو ایسا صاف کر دیتی ہے کہ انسان اندرونی آلودگیوں سے بالکل پاک ہو کر حضرت اعلیٰ سے اتصال پکڑ لیتا ہے اور انوار قبولیت اس پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور عنایات الٰہیہ اس قدر اس پر احاطہ کر لیتی ہیں کہ وہ مشکلات کے وقت دعا کرتا ہے تو کمال رحمت اور عطوفت سے خداوند کریم اس کا جواب دیتا ہے اور بعض اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اگر وہ ہزار مرتبہ ہی اپنی مشکلات اور ہجوم غموں کے وقت میں سوال کرے تو ہزارہا مرتبہ ہی اپنے مولیٰ کریم کی طرف سے نہایت فصیح اور لذیذ اور متبرک کلام میں محبت آمیز جواب پاتا ہے اور الہام الٰہی بارش کی طرح اس پر برستا ہے اور وہ اپنے دل میں محبت الٰہیہ کو ایسا بھرا ہوا پاتا ہے جیسا ایک نہایت صاف شیشہ ایک لطیف عطر سے بھرا ہوتا ہے۔ اور انس اور شوق کی ایک ایسی پاک لذت اس کو عطا کی جاتی ہے کہ جو اس کے سخت سخت زنجیروں کو توڑ کر اور اس دخانستان سے باہر نکال کر محبوب حقیقی کی ٹھنڈی اور دل آرام ہوا سے اس کو ہر دم اور ہر لحظہ تازہ زندگی بخشتی رہتی ہے۔ پس وہ اپنی وفات سے پہلے ہی ان عنایات الٰہیہ کو بچشم خود دیکھ لیتا ہے جن کے دیکھنے کے لئے دوسرے لوگ بعد مرنے کے امیدیں باندھتے ہیں۔ اور یہ سب نعمتیں کسی راہبانہ محنت اور ریاضت پر موقوف نہیں بلکہ صرف قرآن شریف کے اتباع سے دی جاتی ہیں اور ہر ایک طالب صادق ان کو پا سکتا ہے۔ ہاں ان کے حصول میں خاتم الرسل ﷺ اور فخر الرسلؐ کی بدرجہ کامل محبت بھی شرط ہے۔ تب بعد محبت نبی اللہ کے انسان ان نوروں میں سے بقدر استعداد خود حصہ پا لیتا ہے کہ جو کامل طور پر نبی اللہ کو دی گئی ہیں۔“

(براہین احمدیہ صفحہ ۳۲۳ حاشیہ در حاشیہ)

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

(درّثمین)

ہماری ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ کے موقعہ پر جماعت کو قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

بہرحال ہم نے یہ کام کرنا ہے اور واضح بات ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے چند مربی یا معلم یا مجالس خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ کے بعض عہدیدار کافی نہیں۔ یہ تھوڑے سے لوگ اس عظیم کام کو پوری طرح نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہمیں اساتذہ درکار ہیں ہمیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے رضاکار چاہئیں جو اپنے اوقات میں سے ایک حصہ قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے لئے یا جہاں ترجمہ سکھانے کی ضرورت ہو وہاں قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کے لئے دیں تا یہ اہم کام جلدی اور خوش اسلوبی سے کیا جا سکے۔“

”میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نعمت جو قرآن کریم کی شکل میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دوبارہ ملی ہے اگر وہ ورثہ کے طور پر اپنے بچوں کو نہیں ملتی تو آپ اپنی زندگی کے دن پورے کر کے خوشی سے اس دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے۔ جب آپ کو یہ نظر آرہا ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا خزانہ یعنی قرآن کریم جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حاصل کیا تھا اس سے آپ کے بچے کلیۃً ناواقف ہیں تو موت کے وقت آپ کو کیا خوشی حاصل ہوگی۔ آپ ان جذبات کے ساتھ اس دنیا کو چھوڑ رہے ہوں گے کہ کاش آپ کی آئندہ نسل بھی ان نعمتوں کی وارث ہوتی جن کو آپ نے اپنی زندگی میں حاصل کیا تھا پس تم اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اپنی نسلوں پر رحم کرو۔ اپنے خاندانوں پر رحم کرو اور پھر ان گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکینت پذیر ہو کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے.... ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن

باقی صفحہ 29 پر ملاحظہ فرمائیں

تلاوتِ قرآن مجید کے آداب

(عطیۃ القدیر بی ایس سی کرائسٹ کالج کٹک –اڑیسہ)

اس زمانہ میں جمال وحسن قرآن کو اس دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور خدمت قرآن کا اہم فریضہ جماعت احمدیہ کو سونپا گیا ہے۔ قرآن مجید کو پوری صحت کے ساتھ اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی خدمتِ قرآن ہی کا ایک حصہ ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو کامل اور مکمل صورت میں تمام انسانوں کے واسطے قیامت تک کے لئے ھدایت بنا کر نازل کی گئی۔ خدا تعالیٰ کی یہ کتاب، یہ آخری شریعت بہت سی خوبیوں سے متصف ہے۔ ظاہری لحاظ سے بھی اور باطنی لحاظ سے بھی اپنے الفاظ وکلمات اور آیات کے اعتبار سے بھی اور اپنے معانی ومطلب اور حقائق کے اعتبار سے بھی۔ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی کمالات اس میں بتمام وکمال پائے جاتے ہیں۔ اس کے ظاہری الفاظ بھی بہت عمدہ خوبصورت اور موزوں ہیں۔ ان میں ایک حلاوت اور شیرینی اور مٹھاس پائی جاتی ہے اور باطنی لحاظ سے بھی یہ حسن کی کان اور معرفت کا خزینہ ہے۔ الغرض یہ کلام اپنے باطنی اور معنوی حسن کے ساتھ ساتھ فصاحت اور بلاغت کے ظاہری حسن وجمال سے بھی پوری طرح آراستہ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے کہ اس میں سارے الفاظ ایسے موتی کی طرح پروئے گئے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں کہ کوئی ایک جگہ اُٹھا کر دوسری جگہ رکھا نہیں جا سکتا۔ اور کسی دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے قافیہ بندی اور فصاحت وبلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد دہم صفحہ ۱۷۳)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا: ''جیسے قرآن شریف کا باطن معجزہ ہے ویسے ہی اس کے ظاہری الفاظ اور ترتیب بھی معجزانہ ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۱۸-۴۱۹)

اس نہایت ہی عظیم وحسین کلام کی عظمت اور شان کا تقاضا ہے کہ اس کی تلاوت بھی نہایت ہی محبت اور پیار کے ساتھ اور دلکش اور دلنشین انداز میں کی جائے اور اس کے حروف اور کلمات کو پوری صحت کے ساتھ اور عمدگی کے ساتھ ادا کیا جائے۔ یہ بات اتنی اہم اور ضروری ہے کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلام مجید میں سورہ مزمل میں یہ حکم فرمایا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (یعنی) اے مخاطب تو قرآن کو پوری ترتیل کے ساتھ پڑھ ترتیل سے کیا مراد ہے؟ لغت میں ترتیل کے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ پڑھتے وقت آواز کو ہلکا اور پست رکھنا اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا۔ ترتیل کا مطلب ہے قرآن مجید کے حروف کو عمدگی کے ساتھ پورے غور اور فکر کے ساتھ، ٹھہر ٹھہر کر، اچھی طرح سے ادا کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو''

(ابوداؤد)

اسی طرح آپؐ نے فرمایا:

''تم اپنی آوازوں سے قرآن مجید کو حسین تر بناؤ کیونکہ اچھی آواز قرآن مجید کے حسن کو بڑھاتی ہے۔'' (دارمی)

اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نعوذ باللہ قرآن مجید محتاج ہے اس بات کا کہ اسے اچھی آواز سے مزیّن کیا جائے۔ وہ تو نہ صرف یہ کہ اپنی ذات میں حسین ہے بلکہ دنیا بھر کے حسین اس کے زیور سے آراستہ ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہمہ خوباں عالم را بزیور ہا بیارا یند
تو سیمیں تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی

یعنی دنیا بھر کے حسین اس کے زیور سے آراستہ ہیں تیرا چمکدار بدن بھی تب خوبصورت ہوگا کہ اس کے زیور سے آراستہ ہو۔

پس حقیقت یہ ہے کہ اس کلام پاک کا یہ حق ہے ہم پر اور قرآن مجید کے ذاتی حسن واحسان کا تقاضا ہے کہ اسے نہایت عمدہ، خوبصورت اور شیریں آواز کے ساتھ دلی محبت اور پیار کے ساتھ اور ایسے لہجہ میں پڑھا جائے کہ اس کا ایک ایک حرف سننے والے کے دل میں اترتا جائے۔ حسن ترنم کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھنا بہت ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو قرآن مجید کو ترنم کے ساتھ نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (دارمی)

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''قرآن کو تجوید کے ساتھ (عمدگی کے ساتھ پڑھو) اور اسے اچھی اور خوبصورت آواز سے آراستہ کرو کیونکہ یہ کلام عربی ہے۔'' (عربی کے معنے ہیں خوبصورت دلکش۔ حسین)

نویں صدی ہجری کے حدیث، قرآن اور فقہ کے مشہور عالم، علامہ جزریؒ نے شاید قرآن مجید اور نبی اکرمؐ کے انہی ارشادات کی بناء پر یہاں تک کہا ہے کہ:

''تجوید کا (لازم پکڑنا) بہت ضروری ہے۔ جو قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نہیں پڑھتا وہ گناہ گار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تجوید کے ساتھ ہی نازل فرمایا ہے اور اسی طرح یعنی تجوید کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچا ہے۔''

تجوید کا مطلب ہے حروف کو عمدگی کے ساتھ اور پوری صحت کے ساتھ ادا کرنا اور خلاف تجوید کا مطلب ہے حروف کو صحیح طور پر نہ پڑھنا مثلاً اگر کوئی شخص ''نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا'' میں حرف ''ظ'' کو ''ذ'' کی آواز سے ذِلًّا ذَلِيْلًا پڑھتا ہے تو یہ خلاف تجوید ہوگا۔ اور اس سے معنی میں تبدیلی واقع ہو جائے گی اور قرآن مجید میں کسی قسم کی تبدیلی قطعاً جائز نہیں نہ لکھنے میں نہ پڑھنے میں اس لئے قرآن مجید کو صحیح طور پر پڑھنا بہت ضروری ہے۔

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں۔ جس طرح پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔''

اس آیت میں سچے مومنوں کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ وہ حق تلاوت کیا ہے؟ یہی کہ اس کے حروف وکلمات کو عمدگی کے ساتھ پوری صحت کے ساتھ، خوبصورت اور دلکش آواز میں ادا کیا جائے۔ پورے تحمّل کے ساتھ وقار کے ساتھ، سکینت، اطمینان کے ساتھ، ٹھہر ٹھہر کر پورے غور وفکر کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو۔ بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۵۸)

نبی اکرمؐ اور آپ کے صحابہ بہت پیاری آواز میں پُر اثر اور دلکش انداز میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضور کے ایک صحابی حضرت ابوموسیٰ کی آواز بہت اثر انگیز تھی اور آپ نہایت خوبصورت آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ حضور نے ایک دفعہ آپ سے متعلق فرمایا: کہ انہیں داؤد کے مزامیر سے حصہ دیا گیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز بھی بہت دلکش تھی۔

حضرت عمرؓ جب حضرت ابوموسیٰؓ کو دیکھتے تو آپ سے قرآن سننے کی خواہش کرتے اور فرماتے ابوموسیٰ ہمیں ہمارے ربّ کا کلام سناؤ چنانچہ آپ انہیں قرآن سناتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کریم غم کی حالت میں نازل ہوا ہے تم بھی اس کو غم کی حالت میں پڑھا کرو۔ روایت ہے کہ جب مشرکین مکّہ کے مظالم حد سے تجاوز کر گئے تو حضرت ابوبکرؓ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح حبشہ کی جانب ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں مکّہ کا ایک سردار ابن دغنہ ملا۔ جب اسے آپ کے ارادے کا علم ہوا تو وہ بولا۔ آپ ہجرت نہ کریں صلہ رحمی کرتے ہیں۔ نہایت صادق القول ہیں۔ محتاجوں کی مدد کرتے ہیں۔ بے کسوں اور مظلوموں کے دکھ درد دور کرتے ہیں۔ میں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ آپ واپس مکّہ چلئے۔ چنانچہ آپ مکّہ آگئے۔ ابن دغنہ نے وعدہ کے مطابق خانہ کعبہ میں اعلان کر دیا کہ میں نے ابوبکر کو پناہ دے دی ہے۔ قریش نے بھی اس پناہ کو قبول کر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا رکھی تھی۔ جہاں آپ نماز پڑھتے اور پُرسوز لہجے میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ مشرکین کی عورتیں اور بچے تلاوت کی آواز سُن کر اردگرد جمع ہو جاتے اور بڑی توجہ سے قرآن مجید سنتے رہتے تھے۔ جب قریش نے یہ دیکھا تو انہیں ڈر پیدا ہوا کہ کہیں ان کی عورتیں اور بچے حضرت ابوبکرؓ کی تلاوت سن کر اسلام کا اثر قبول نہ کرلیں۔ انہوں نے ابن دغنہ سے شکایت کی جس پر اس نے اپنی پناہ واپس لے لی۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کس قدر پُرسوز لہجے میں اور کتنی حسین اور دلکش اور اثر انگیز آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے کہ مشرکین پر بھی اس کا اثر ہوتا تھا۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ سچی محبت پیدا کی جائے اور اسے دلی محبت کے ساتھ پڑھا جائے قرآن مجید کے پڑھنے میں جو نقص ہو وہ اسے محبت کے ساتھ پڑھتے رہنے سے دور ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں ایک حافظ نے درخواست کی کہ میں کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کی میری منزل ٹھہر جائے۔ مگر ناکامیاب ہی رہتا ہوں۔ دُعا فرمائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا: ''قرآن خود یہ خاصیت رکھتا ہے کہ اس نقص کو دور کر دے۔ محبت سے پڑھتے رہو، ہم بھی دُعا کریں گے۔'' (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۳۶)

کسی نے سچ کہا ہے کہ:

جس گھر میں قرآن شریف کی تلاوت ہوتی ہے وہ آسمان والوں کے لئے اس طرح زینت ہوتا ہے جس طرح زمین والوں کے لئے ستارے زینت ہوتے ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کی سچی محبت عطا کرے اور ہمارا شمار اُس کی تلاوت کا حق ادا کرنے والوں میں سے ہو۔ آمین

☆☆☆

......ملکی رپورٹیں......

بھارت میں مختلف جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے تحت
جلسہ هائے یومِ خلافت کا بابرکت انعقاد

کانپور : بفضلہٖ تعالیٰ امسال بھی جماعت احمدیہ کانپور نے جلسہ یوم خلافت بعد نماز عشاء ۲۷ رمئی بروز اتوار بمقام چمن گنج شفیع ہال میں زیر صدارت قائم مقام صدر مکرم عبدالستار صاحب صدیقی منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ابرار احمد صاحب، مکرم عطاء الحیٔ صاحب، عزیزم ثمر احمد خان صاحب، مکرم محمد احمد خان صاحب، مکرم اطہر منور صدیقی صاحب، مکرم محمد رئیس صدیقی صاحب کی تقاریر ہوئیں۔ اختتامی خطاب صدر جلسہ نے فرمایا۔ دوران جلسہ کئی اطفال بچوں نے نظمیں بھی پڑھیں۔ بعد دعا جلسہ کا اختتام ہوا اور شیرینی تقسیم کی گئی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ میں اطفال خدام و انصار سبھی نے شرکت کی۔

(خلیل احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کانپور)

سرکل سیتاپور: الحمدللہ مورخہ ۲۷ رمئی ۲۰۰۷ء کو سرکل سیتاپور کے زیر انتظام جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ کئی جماعتوں کے احمدی احباب کے ساتھ کئی غیر از جماعت وزیر تبلیغ احباب بھی شریک تھے۔ جو کہ ۲۰۰ سے زائد تھے۔ جن کو تلاوت اور نظم کے بعد تعارفی تقریر میں بتایا گیا کہ آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ خلافت کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے دن دگنی رات چوگنی ترقی پر ترقی کرتی جارہی ہے اور پرچم اسلام کو ساری دنیا میں لہراتے ہوئے واحدانیت کا ثبوت پیش کررہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس پیشگوئی کو کہ تم میں خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی پورا کررہی ہے۔ اسی طرح آج عالم اسلام پر آنے والی تمام تر ابتلاؤں کا واحد حل خلافت سے وابستگی ہے اور وقت کے امام کی آواز پر لبیک کہہ کر خلیفۃ المسیح کے ارشادات کو اپنانے سے ہی نجات وابستہ کردی گئی ہے۔ اس موضوع پر مکرم محمد یاسین صاحب، مکرم منیر احمد ساجد صاحب انسپکٹر تحریک جدید اور مکرم ظفر احمد گلبرگی سرکل انچارج سیتاپور کی تقاریر ہوئیں۔ جس کا نئی جماعتوں کے احباب وزیر تبلیغ احباب پر بہت اچھا اثر ہوا۔ دُعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔ حاضرین کے لئے شیرینی اور طعام کا انتظام تھا۔

(سلیم احمد معلم سرکل سیتاپور)

جنک پوری لدھیانہ: مورخہ ۲۷ مئی کو دار التبلیغ لدھیانہ جنک پوری میں جلسہ مکرم شاہ جہاں صاحب راز کی زیر صدارت منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم معین الدین قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور خاکسار نے خلافت کی ضرورت و اہمیت اور برکاتِ خلافت کے موضوعات پر تقاریر کیں اور مکرم شاہ جہاں صاحب راز صدر جماعت اور صدر اجلاس نے خطاب کے بعد دُعا کروائی اور حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور کھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں کل ۱۵۰ افراد شامل ہوئے۔

پکھوں کلاں: مورخہ ۲۸ رمئی بعد نماز مغرب وعشاء مسجد پکھو کلاں سنگرور میں جلسہ مکرم عبدالحق صاحب صدر جماعت کی صدارت میں منعقد ہوا اور تلاوت نظم کے بعد خاکسار اور مکرم مولوی طارق محمود، مکرم مولوی قیصر عالم صاحب نے خلافت کی اہمیت و برکت کے مضمون پر تقاریر کیں اور دُعا کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا اور اس موقعہ پر ۷۰ افراد شریک جلسہ ہوئے۔

کھارا مالنہ : مورخہ ۲۹ رمئی بروز منگل بمقام کھارا مالنہ خاکسار کی صدرات میں جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک اور ترجمہ سے ہوا اور مکرم مولوی عبدالحق صاحب معلم سلسلہ پچّے کلاں مکرم مولوی شیراز احمد صاحب معلم سلسلہ کھارا مالنہ اور خاکسار نے تقاریر کیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مبارکہ کے چیدہ چیدہ پہلو پر روشنی ڈالی۔ دُعا کے ساتھ یہ جلسہ بخیر و خوبی برخواست ہوا۔

مورخہ ۲۹ رمئی کو شام نماز مغرب وعشاء کے بعد جلسہ یوم خلافت مکرم طوطا خان صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا اور تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم مولوی شیراز احمد صاحب اور مکرم مولوی وسیم صاحب اور احمد شیخ صاحب معلم سلسلہ نے برکات خلافت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اسی طرح مورخہ ۲۷ رمئی کو سرکل لدھیانہ کے تقریباً ۱۰ اسنٹرز میں یوم خلافت منعقد کئے گئے۔ (نسیم احمد طاہر سرکل انچارج لدھیانہ)

بھام سرکل ھوشیاپور: مورخہ ۲۷ رمئی ۲۰۰۷ء کو مکرم میگا شاہ صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد خاکسار نے خلافت کے موضوع پر نہایت تفصیل سے احباب کو مخاطب کیا۔ اور آخر میں خاکسار نے ایک نظم بھی پیش کی۔ دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (عبدالمنان معلم جماعت احمدیہ بھام)

گوگا سدھانہ: مورخہ ۲۷ رمئی بروز اتوار احمدیہ مسجد گوگاں سدھانہ سرکل ہوشیارپور میں جلسہ یوم خلافت زیر صدارت محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت منایا گا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد پہلی تقریر ممتاز بیگم صاحبہ دوسری مکرمہ رافعہ بشریٰ صدر لجنہ گوگاں سدانا نے کی تیسری اور صدارتی تقریر صدرِ جلسہ محترمہ بشریٰ پاشا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے کی اس کے بعد دُعا کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ گاؤں والوں نے مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا تھا۔

(رافعہ بشری صدر لجنہ اماء اللہ گوگا سدھانہ)

اندورہ کشمیرہ : مورخہ ۲۷ رمئی ۲۰۰۷ء بروز اتوار بعد نماز عصر جلسہ خاکسار کی زیر صدارت منایا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد محمد ابراہیم خان صاحب زعیم انصار اللہ، مکرم محمد مقبول صاحب حامد معلم سلسلہ اور آخر میں صدارتی تقریر خاکسار نے کی۔ دوران جلسہ بچوں نے کئی نظمیں پڑھیں۔ دُعا کے ساتھ جلسہ کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔ کافی تعداد میں احباب نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ (راجہ منظور احمد خان صدر جماعت احمدیہ اندورہ کشمیر)

بھونیشور ‹اڑیسہ›: مورخہ ۲۷ رمئی بعد نماز مغرب عشاء زیر صدارت مکرم سید مقتدر خالد احمد امیر جماعت احمدیہ بھونیشور اڑیسہ جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد سید فرید الدین احمد شاہ قادری نے سید نقی الدین احمد شاہ قادری اور خاکسار، شیخ عبدالحکم صاحب سید نیر احمد صاحب کی خلافت کے موضوع پر تقریر ہوئیں۔ آخر میں صدر اجلاس نے خطاب فرمایا دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ حاضرین جلسہ کے لئے شیرینی کا انتظام تھا۔ (سید فضل باری مبلغ سلسلہ)

گولگری ‹کرناٹک›: مورخہ ۲۷ رمئی کو یوم خلافت کا جلسہ گولگرہ سرکل کی کُل ۱۳ جماعتوں میں شایان شان طریق پر منایا گیا اور ان جلسوں میں حاضری بھی تسلی بخش رہی۔ اس کے علاوہ نومبائعین کی ایک جماعت جو کہ گلبرگہ کے قریب صدر صاحب تیما کرواڑی کی زیر صدارت اس جلسہ کا آغاز ہوا جس میں مکرم نعیم احمد صاحب شریف معلم اور خاکسار نے خلافت کی برکات کے موضوع پر تقریر کی اس کے بعد مکرم صدر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ دُعا کے بعد تمام افراد جماعت کے درمیان شیرینی تقسیم کی گئی۔

(اکرام اللہ مسرور مبلغ سلسلہ گولگری)

موسیٰ بنی مائنز ‹جھار کھنڈ› : مورخہ ۲۷ رمئی ۲۰۰۷ء جماعت احمدیہ موسیٰ بنی میں بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس تقریب کا آغاز مکرم مبارک صاحب زعیم انصار اللہ موسیٰ بنی کی زیر صدارت تلاوت مع ترجمہ و نظم خوانی کے ساتھ ہوا۔ مکرم رزاق احمد معلم سلسلہ، خاکسار غلام احمد مبلغ سلسلہ کے علاوہ تیسری تقریر خصوصی مہمان مکرم ناظم صاحب انصار اللہ جھارکھنڈ نے کی۔ آخر میں صدارتی خطاب اور دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اس روحانی تقریب میں کثرت احباب جماعت خدام انصار و اطفال نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں پریس میڈیا کے تین اخبار ھندوستان و پربھاتخبر دینک جاگرن کے نمائندے تشریف لائے تھے۔ جنہوں نے اپنے اخباروں میں جلسہ یوم خلافت کے بارے میں شائع کیا۔

(غلام احمد مبلغ سلسلہ موسیٰ بنی مائنز)

اراڈاپلی ‹صوبہ آندھرا› : مورخہ ۳ رجون ۲۰۰۷ء کو بعد نماز ظہر وعصر قائد صاحب آندھرا پردیش اور ان کی عاملہ کی موجودگی میں جماعت احمدیہ اراڈاپلی کو مسجد کے آنگن میں جلسہ یوم خلافت منانے کی توفیق ملی۔ مکرم تنویر احمد صاحب قائد صوبائی کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد خاکسار نے خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی اور ہماری ذمہ داریوں کے عنوان سے تقریر کی۔ مکرم مبشر احمد صاحب اور مکرم صدر اجلاس نے تقاریر کیں۔ جلسہ کے بعد شیرینی اور بسکٹ کا انتظام تھا۔

(مرزا انعام الکبیر معلم وقف جدید بیرون)

منجانب لجنه اماء الله چنته کنٹه : زیر صدارت محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرمہ ریحانہ نثرین خان صاحبہ، مکرمہ عصمت فضل صاحبہ، عزیزہ صدیقہ بیگم صاحبہ، عزیزہ نصرین بیگم صاحبہ، محترمہ بصیرہ بیگم صاحبہ آف جڑ چرلہ کے علاوہ دو ناصرات بچیوں نے تقریریں کیں اور دو ناصرات نے نظم پڑھ کر سنائی۔ آخر میں محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ نے اپنی تقریر کے بعد تمام ممبرات کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی۔ اس جلسے میں کل ۶۰ لجنات اور ۲۵ ناصرات شامل ہوئیں۔ جلسہ کے بعد حاضرین جلسہ میں چائے اور شیرینی تقسیم کی گئی۔ (راشدہ بشارت جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ)

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مرحوم و مغفور کی یاد میں لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ کا انعقاد

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور وفات کے پیش نظر مورخہ ۱۸ رمئی ۲۰۰۷ء بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ مستورات میں ایک تعزیتی اجلاس خاکسارہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں صالحہ قدیر صاحبہ نے تلاوت کی اور عائشہ نذیر صاحبہ نے نظم ''جو خدا کو ہوئے پیارے'' کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پڑھ کر سنائی۔ اِس کے بعد افسر جہاں قادر صاحبہ نے تعزیتی قرارداد کو پڑھ کر سنایا۔ اِس قرارداد میں میاں صاحب کے کارہائے نمایاں اور مقام اور مرتبہ اور خدمات نیز زمانہ درویشی میں ایک لمبی گزاری ہوئی زندگی اور بیماری اور وفات کا ذکر کیا اور اسی طرح اس امر کا بھی ذکر کیا کہ آپ کا جنوبی ہند اور خاص کر حیدرآباد چنتہ کنٹہ کی جماعتوں کے ساتھ

تعلق کس قدر تھا۔ اسی قرارداد میں محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ سابق صدر لجنہ بھارت کو جو عظیم صدمہ پہنچا ہے اُس میں ہم سب ممبرات لجنہ و ناصرات چنتہ کنٹہ برابر کی شریک ہیں۔ اِس امر کا بھی ذکر کیا گیا۔ آخر پر اجتماعی دعا کرا کر اور میاں صاحب کے درجات کی بلندی اور مغفرت کے لئے دعا کی تحریک کے ساتھ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

(بشریٰ نثار صدر لجنہ چنتہ کنٹہ)

صوبہ اڑیسہ میں بمقام راؤڑکیلا

جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد

بفضلہٖ تعالیٰ مورخہ ۲۶؍اپریل ۲۰۰۷ء کو بروز جمعرات بمقام رواڑکیلا کے I.T.D.A ہال میں محترم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ناظر دعوت الی اللہ بھارت کی زیر صدارت ایک پیشوایان مذاہب کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ الحمدللہ۔ مرکز احمدیت قادیان سے تشریف لائے ہوئے محترم ناظر دعوت الی اللہ بھارت اور مکرم نائب ناظر اصلاح وارشاد قادیان کی خصوصی شرکت رہی۔ ساتھ ہی Vaidik Gurukul Ashram Vedvyas کے شری آچاریہ دیورتھ اور Protestant Church Sundargarh کے فادر (Mark Pani) اور لوکل گوردوارے سکھ مذہب کے مقرر Gurmati singh اور سندرگڑھ کے ایم ایل اے اور Uditnagar راؤڑکیلا کے Sub Collector نے کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

نیز کل چار صد ھندو، مسلم، سکھ و عیسائی احباب نے جلسہ کو اپنی شمولیت سے رونق بخشی۔ قرآن مجید کی تلاوت مع ترجمہ کی گئی ساتھ ہی بائبل، بھگبت گیتا اور گوروگرنتھ باری باری پڑھے گئے۔ مقررین نے مختلف موضوعات پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

محترم ایم ایل اے صاحب نے کانفرنس کے جملہ شاملین بشمول مہمانان کرام و حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جماعت احمدیہ راؤڑکیلا کی خدمات اور محترم انجینئر روشن خان صاحب کی کاوش پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اظہار فرمایا کہ ایسی محفلوں کی عصر حاضر میں ضرورت ہے ایسی جلسے آئندہ ہر طرح کی ترقی، فلاح و بہبود کے ضامن ہیں۔

محترم ناظر صاحب دعوت الی اللہ بھارت نے صدارتی خطاب میں خصوصاً فرمایا:

شری کرشن میرا ہے تو رام ہے میرا　　میں مسلمان ہوں تو اسلام ہے میرا
نانک پہ واری تو عیسیٰ کے صدقے　　یہی ہے احمدیت کا پیغام میرا

مختلف اخبارات مثلاً پربھات، بھاسکر، دھاوتری، سمبدا، سماجا، اُتکل میل، دینک جاگرن اور ہندوستان وغیرہ نے قدر سے تفصیل و اختصار سے جلسہ کا کاروائی کو شائع کیا۔ علاوہ ازیں Etv,Otv اڑیہ اور دوردرشن بی بی ایس آر نے انٹرویو کے ساتھ کوریج دی۔ اِسی طرح آکاش بانی راؤڑکیلا نے جلسہ کی کارروائی کو جلسہ کے اگلے دن آدھا گھنٹہ کا پروگرام مرتب کر کے F.M. Radio میں رات آٹھ تا ساڑھے آٹھ تک Broadcasting کیا۔

بہرکیف پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ راؤڑکیلا میں ایک بھاری تعداد پر مشتمل یہ جلسہ پیشوایان مذاہب بڑی خیروخوبی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور اس کے نیک اور دوررس نتائج برآمد کرے اور مستقبل میں ایسے پروگرام گاہ بگاہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (سید طاہر احمد کلیم صوبائی امیر اڑیسہ)

مرکزی نمائندگان کا دورہ بنگلور اور مجلس عاملہ انصاراللہ کا خصوصی اجلاس

مورخہ ۲۹؍مئی بروز منگل محترم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی نائب صدر انصاراللہ بھارت اور نائب ناظر بیت المال آمد بنگلور تشریف لائے۔ موصوف نے دو یوم قیام فرمایا۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ بنگلور کی ہدایت کے مطابق مجلس انصاراللہ بنگلور کا اجلاس طلب فرمایا۔ اور ممبران مجلس عاملہ انصاراللہ کے عہدیداران کا گہرائی سے جائزہ لیا اور اجلاس کی صدارت فرمائی۔ مکرم نور احمد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور مکرم محمد اسداللہ صاحب زعیم مجلس انصاراللہ بنگلور نے انصاراللہ کا عہد نامہ دُہرایا۔ خاکسار (محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ) نے صدر اجلاس کا تعارف کروایا اور بنگلور آنے کی غرض بیان کی۔ محترم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور بتایا کہ کام کو کس طریق پر آگے بڑھانا ہے۔ نیز خلافت جوبلی کے اہم پروگرام پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ محترم برکات احمد صاحب سلیم ناظم انصاراللہ کرناٹک نے خطاب فرمایا۔ دُعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس میں حاضرین ممبران کی تواضع کی گئی۔ (محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ بنگلور)

تقاریب آمین

آسنور : ☆ مورخہ ۱۷؍اپریل ۲۰۰۷ء کو محترم صدر صاحب مقامی کی صدارت میں تقریب آمین منائی گئی۔ جس میں ۳۰ خدام و اطفال نے حصہ لیا۔ پروگرام بعد نماز مغرب رکھا گیا۔ تلاوت معہ ترجمہ عزیز شبیر احمد نایک اور نظم عزیز عمیر عبّاس نے پڑھی۔ خاکسار نے موقعہ کی مناسبت سے قرآن کریم کی عظمت تلاوت کے فوائد کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہٗ سبھی بچوں نے باری باری صدر صاحب کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا۔ محترم صدر جلسہ نے تقریب آمین کے سلسلہ میں تلاوت قرآن کی طرف توجہ دلائی۔ اس تقریب میں شامل ہونے والے بچوں کو انعامات دیئے گئے۔ بعد دعا یہ مجلس اختتام کو پہنچی۔ آخر پر سامعین اور بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

☆ -مورخہ ۱۹؍اپریل ۲۰۰۷ء کو بعد نماز جمعہ محترم زعیم اعلیٰ انصاراللہ آسنور کے صدارت میں بچیوں کے لئے تقریب آمین رکھی گئی۔ تلاوت معہ ترجمہ عزیزہ جبینہ رفیق صاحب نے کی اور نظم فائزہ اختر نے پڑھی۔ دُعائے ختم القرآن عزیزہ شازیہ نذیر صاحبہ نے پیش کی۔ سبھی شامل ہونے والی ۳۰ بچیوں نے باری باری صدر جلسہ کے سامنے قرآن پڑھ کر سنایا۔ صدر جلسہ نے اپنے خطاب میں قرآن کریم کی عظمت پر مختصر الفاظ میں روشنی ڈالی۔ بچیوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ بعد دُعا یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ بعد میں بچیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ہر دو تقاریب میں بچوں و بچیوں کے والدین شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔

(فاروق احمد آسنور کشمیر)

سرکل سیتاپور : سرکل سیتاپور یوپی کے نئی و پرانی جماعتوں میں تقریب بسم اللہ و تقریب آمین کروائی گئی اور والدین کو مبارکباد دی گئی۔ اسی طرح سرکل کے بیس گاؤں سے میعار حاصل کرنے والے طلبہ و ان کے والدین کو سرکل سیتاپور میں مدعو کیا گیا۔ جس میں ۱۰ طلبہ نے تقریب بسم اللہ میں میعار حاصل کیا تھا اور ۱۰ طلبہ نے تقریب آمین میں معیار حاصل کیا تھا جس کا کئی جماعتوں کے احمدی احباب پر اچھا اثر ہوا۔

(ظفر احمد گلبرگی سرکل انچارج سیتاپور)

اعلان نکاح

خاکسار کے بیٹے عزیز جاوید احمد میر کا نکاح محترمہ روبی جان صاحبہ بنت مشتاق احمد میر کے ہمراہ مورخہ ۲۴؍مئی ۲۰۰۷ء کو مکرم مولوی ایاز رشید صاحب عامل نے بعوض ایک لاکھ روپئے حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت مبارک کرے اور نیک ثمرات کا باعث بنائے۔ آمین　　(مبارک احمد میر رشی نگر شوپیاں)

درخواست دُعا

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسارہ کے بیٹے عزیز جواد احمد بلال نے اس سال S.S.L.C امتحان میں 86% نمبر کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کی ہے تمام قارئین بدر اور احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے کہ یہ اعزاز خدا تعالیٰ اس بچے کے لئے بہت بابرکت بنائے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور اس کو نیک اور سلسلہ کا مفید وجود بنائے۔ آمین　　(شکیلہ شبیر شموگہ کرناٹک)

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ32

لکھے۔ پس وہ لکھے جیسا کہ اللہ نے اسے سکھایا ہے اور وہ لکھوائے جس کے ذمہ (دوسرے کا) حق ہے اور اللہ (اپنے رب) کا تقویٰ اختیار کرے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے اور پس وہ جس کے ذمہ دوسرے کا حق ہے بےوقوف ہو یا کمزور ہو یا استطاعت نہ رکھتا ہو کہ وہ لکھوائے تو اس کا ولی (اس کی نمائندگی میں) انصاف سے لکھوائے اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو اور اگر دو مرد میسّر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروا دے اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں اور لین دین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے اس کی مقررہ میعاد تک لکھنے سے اکتاؤ نہیں تمہارا یہ طرز عمل خدا کے نزدیک بہت منصفانہ ٹھہرے گا اور گواہی کو قائم کرنے کے لئے بہت مضبوط اقدام ہوگا اور اس بات کے زیادہ قریب ہوگا کہ تم شکوک میں مبتلاء نہ ہو (لکھنا فرض ہے) سوائے اس کے کہ وہ دست بدست تجارت ہو جسے تم اسی وقت آپس لے دے لیتے ہو۔ اس صورت میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اسے نہ لکھو اور جب تم کوئی لمبی خرید و فروخت کرو تو گواہ ٹھہرا لیا کرو اور لکھنے والے کو اور گواہ کو کسی قسم کی (کوئی) تکلیف نہ پہنچائی جائے اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً یہ تمہارے لئے بڑے گناہ کی بات ہوگی اور اللہ سے ڈرو جبکہ اللہ ہی تمہیں تعلیم دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔ (البقرہ آیت: ۲۸۳)

فرمایا معاشرے میں لین دین کی وجہ سے جھگڑوں اور فسادوں کو دور کرنے کا یہ ایک بہترین نسخہ ہے کہ آپس میں لین دین کے معاملات کو لکھ لیا جائے۔ یہ اس زمانے کا حکم ہے جبکہ لکھنے کا رواج بہت کم تھا۔ اور اس میں لکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا بھی حکم ہے اور مومن کو توجہ دلائی گئی ہے کہ دنیاوی معاملات اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کا تقویٰ دل میں نہ ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان قرآنی احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 16365 :: میں اے پی سلینہ بیگم زوجہ ایم مرا کر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 35 پیدائشی احمدی ساکن کوڈیتھور ڈاکخانہ کوڈیتھور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 05-6-1 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ 21 سینٹ زمین بشمول گھر نمبر 66/2 موجودہ قیمت 250000 روپئے۔نصف حصہ کی مالک خاکسار ہے۔ایک ہار 16 گرام، ایک جوڑی کڑا 32 گرام (22 کیرٹ گولڈ) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ عبدالرحیم پی پی　　الامۃ اے پی سلینہ بیگم　　گواہ غلام احمد اسمٰعیل

وصیت 16366 :: میں ایم عبدالمجید ولد ایم ابکھلی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 41 سال پیدائشی احمدی ساکن کودھیتور ڈاکخانہ کودھیتور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.7.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ساڑھے بارہ سینٹ بشمول گھر 80/1 نصف حصے کا مالک خاکسار ہے قیمت 4,00,000 روپے ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 3500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ عبدالرحیم پی پی　　العبد ایم عبدالمجید　　گواہ غلام احمد اسماعیل

وصیت 16367 :: میں نوید احمد ولد نسیم احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ ٹولہ چوکی ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 11 دسمبر 2005 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گزارا آمداز تجارت ماہانہ 5000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ظفر احمد　　العبد نوید احمد　　گواہ احمد عبدالحکیم

وصیت 16368 :: میں ظفر احمد ولد منظور احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ جوبلی پوسٹ آفس ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.12.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔صرف خاکسار کے بینک اکاؤنٹ میں 12000 ہزار روپے موجود ہیں والدین حیات ہیں۔ میرا گزارا آمداز ملازمت ماہانہ 2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ نوید احمد　　العبد ظفر احمد　　گواہ احمد عبدالحکیم

وصیت 16369 :: میں وی پی افضل ولد وی پی محمود قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 35 سال تاریخ بیعت 1990 ساکن ٹیلیچیری ڈاکخانہ ٹیمپل ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 19.8.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ ساڑھے پانچ سینٹ زمین بمقام پتورمٹھم کالیکٹ ، موجودہ قیمت اندازاً 75000 روپے۔ میرا گزارا آمد ازتجارت ماہانہ 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ وی پی محمود　　العبد وی پی افضل　　گواہ پی اے بشیر

وصیت 16370 :: میں خالد احمد احمدی ولد غلام مصطفیٰ قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن کٹک ڈاکخانہ کٹک ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 26.12.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔والدین حیات ہیں صرف ایک گونٹھ زمین کٹک میں میرے نام ہے۔میرا گزارا آمداز ملازمت ماہانہ 16500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ فیاض احمد　　العبد خالد احمد احمدی　　گواہ جاوید اقبال چیمہ

وصیت 16371 :: میں فیاض احمد ولد خالد احمد احمدی قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن کٹک ڈاکخانہ کٹک-8 ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 25.12.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گزارا آمداز جیب خرچ ماہانہ 100 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت ماہِ جنوری 2006ئسے نافذ کی جائے۔

گواہ خالد احمد　　العبد فیاض احمد　　گواہ محمد طاہر غالب

وصیت 16372 :: میں محمد افضل محمود ولد محمد سعید انور مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن Hampton, London, U.K. بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 8.10.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ایک مکان واقع لندن دو بیڈروم جو کہ قرض پر بنک سے لیا ہے جو کہ 25 سال میں ادا کرنا ہے۔اس مکان میں میرا نصف حصہ ہے۔نصف حصہ میری اہلیہ کا ہے ایک لاکھ پینسیس ہزار پاؤنڈ میں خریدا ہے۔میرا گزارا آمداز ملازمت ماہانہ 460 پونڈ ہے ہے ۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ عابد احمد ناصر　　العبد محمد افضل محمود　　گواہ مرزا عبدالوحید

وصیت 16373 :: میں ایم عبدالسلام ولد سی جی متھوکویا قوم احمدی مسلمان پیشہ سرکاری ملازمت پیدائشی احمدی ساکن کاوارتھی ڈاکخانہ کاوارتھی ضلع لکشدیپ صوبہ لکشدیپ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 7.12.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔جائیداد مشترکہ ہے۔میرا گزارا آمداز ملازمت ماہانہ 10107 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سی جی قمرالدین　　العبد ایم عبدالسلام　　گواہ کے کے محمد جلال الدین

وصیت 16374 :: میں سی جی بی فاطمہ بی زوجہ ایم عبدالسلام قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری پیدائشی احمدی ساکن کاوارتھی ڈاکخانہ کاوارتھی ضلع لکشدیپ صوبہ لکشدیپ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 7.12.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے ۔8 گرام زیورات طلائی قیمت 8000 روپئے ہے۔میرا گزارا آمداز جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی

اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ ایم عبدالسلام الامۃ سی جی بی فاطمہ بی گواہ سی جی عبدالکریم

وصیت 16375:: میں مختار احمد شکیل ولد محمد شریف قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.1.06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 3350 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت 1-1-06 سے نافذ کی جائے۔ گواہ محمد انور احمد العبد مختار احمد شکیل گواہ انعام الحق قریشی

وصیت 16376:: میں طوبیٰ فہیم زوجہ فہیم احمد قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن دہلی ڈاکخانہ دہلی ضلع دہلی صوبہ دہلی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 28.1.06 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ حق مہر 24000 روپئے وصول شدہ۔ زیور طلائی ہار انگوٹھی 2 تولہ 14000 روپئے۔ زیور نقرئی 5 تولے قیمت 500 روپئے ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت فروری 2006ئسے نافذ کی جائے۔

گواہ فہیم احمد الامۃ طوبیٰ فہیم گواہ جاوید اقبال اختر چیمہ

ووصیت 16378:: میں ایم پی جمیلہ زوجہ پی ہارون قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 24 سال تاریخ بیعت 1.11.03 ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ کالیکٹ ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.9.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر حسب ذیل ہے۔ ایک طلائی ہار 32 گرام جس کی قیمت 20,000 روپے ہے یہ خاوند سے بطور حق مہر ملا ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد عمر الامۃ ایم پی جمیلہ گواہ وسیم احمد صدیق

وصیت 16379:: میں ٹی اے سید نصیر ولد ٹی ایچ عبدالرزاق قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن اپلی ڈاکخانہ اپلی ضلع اپلی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 12.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ 2 سینٹ زمین نمبر 835/A/1 قیمت 20000 روپئے ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد انور احمد العبد ٹی اے سید نصیر گواہ ٹی اے زبیر

وصیت 16380:: میں آمنہ رزاق زوجہ ٹی ایم عبدالرزاق قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال تاریخ بیعت 1982ء ساکن اپلی ڈاکخانہ اپلی ضلع اپلی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.4.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ شوہر حیات ہیں ان کی جائیداد وصیت میں درج ہے۔ مکان معہ زمین ساڑھے 5 سینٹ نمبر 379/21 قیمت اندازاً 300000۔ ذاتی منقولہ جائیداد، ہار طلائی ایک عدد آٹھ گرام۔ بالیاں ایک جوڑی دو گرام۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ ٹی ایچ عبدالرزا الامۃ آمنہ رزاق گواہ ٹی اے زبیر

وصیت 16381:: میں ٹی کے شاہدہ زوجہ آئی محمد قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن آلپی ڈاکخانہ آلپی ضلع آلپی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.4.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ تفصیل زیورات طلائی: ہار ایک عدد 12 گرام۔ کڑا ایک عدد 26 گرام۔ ایک جوڑی بالیاں 4 گرام، انگوٹھی 2 عدد 4 گرام لوکٹ ایک عدد 8 گرام کل وزن 54 گرام کل قیمت 42000 روپے، حق مہر زیورات میں شامل ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ آئی محمد الامۃ ٹی کے شاہدہ گواہ محمد انور احمد

وصیت 16382:: میں کے جلال ولد عبدالکریم قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر 54 سال تاریخ بیعت 1980 ساکن آلپی ڈاکخانہ آلپی ضلع آلپی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ نقد رقم صرف 60 ہزار روپے۔ خاکسار خاندان میں اکیلا احمدی ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ محمد انور احمد العبد کے جلال گواہ ٹی ایچ عبدالرزاق

وصیت 16383:: میں ایچ اشرف ولد کے حمید باوا قوم احمدی مسلمان عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن آلپی ڈاکخانہ آلپی ضلع آلپی صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ مکان مع زمین 6 سینٹ قیمت 2,00,000 روپے اس میں آدھا حصہ خاکسار اور آدھا اہلیہ صاحبہ کا ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ ٹی اے زبیر العبد ایچ اشرف گواہ ٹی ایچ عبدالرزاق

وصیت 16384:: میں زرینہ زبیر زوجہ ٹی اے زبیر قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن آلپی ڈاکخانہ آلپی ضلع آلپی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ طلائی چین مع لاکٹ ایک عدد 48 گرام، نکلس دو عدد وزن 68 گرام، بالیاں ایک جوڑی وزن 16 گرام، کڑے 7 عدد وزن 94 گرام، انگوٹھیاں تین عدد وزن 14 گرام کل وزن 240 گرام (21 کیرٹ) حق مہر 20,000 روپے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ٹی اے زبیر الامۃ زرینہ زبیر گواہ محمد انور احمد

وصیت 16385:: میں بلیغ احمد ولد اے کیو وسیم، قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن آلپی ڈاکخانہ آلپی ضلع آلپی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 12.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ ٹی اے زبیر العبد بلیغ احمد گواہ محمد انور احمد

جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں

جامعہ احمدیہ قادیان کا تعلیمی سال یکم اگست 2007 سے شروع ہو رہا ہے واقف زندگی یا وقف زندگی کے خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ مقررہ فارم پر اپنی درخواست جامعہ احمدیہ کو ارسال کر کے داخلہ فارم جامعہ احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں نیز داخلہ کیلئے ضروری معلومات بھی جامعہ احمدیہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

شرائط داخلہ: (۱) درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کیلئے تیار ہو۔ (۲) جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو، مکمل صحت کا ہیلتھ سرٹیفکیٹ ہمراہ ہونا چاہئے جو کسی مقررہ مستند ہسپتال کا ہو۔ اور جس پر امیر جماعت و صدر جماعت کے تصدیقی دستخط ہوں۔ (۳) تعلیم کم از کم میٹرک پاس اور نمبر پچاس فیصد ہوں اور انگلش کا مضمون لیا گیا ہو۔ میٹرک پاس امیدوار کی عمر 17 سال سے زائد نہ ہو۔ اور 10+2 انٹر پاس امیدوار کی عمر 19 سال سے زائد نہ ہو۔ (۴) قرآن کریم ناظرہ صحیح تلفظ سے جانتا ہو۔ (۵) امیدوار غیر شادی شدہ ہو۔ (۶) درخواست دہندہ اپنی درخواست مقررہ فارم مکمل کر کے مع سندات (میٹرک سرٹیفکیٹ اور ہیلتھ سرٹیفکیٹ) امیر جماعت/صدر صاحب سے تصدیق کروا کر 30 جون 2007ء تک بذریعہ رجسٹری ڈاک پرنسپل جامعہ احمدیہ کو بھجوا دیں اس کے بعد موصول ہونے والے فارم داخلہ قابل قبول نہ ہوں گے۔ فیکس سے بھجوائے ہوئے فارم وسندات قابل قبول نہ ہوں گے۔ (۷) امیدوار کو داخلہ امتحان میں شرکت کیلئے اجازت نامہ بھجوایا جائے گا اس اجازت کے ملنے پر ہی طالب علم امتحان کیلئے آسکے گا۔ (۸) امیدوار کو آمد و رفت کے اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے داخلہ امتحان میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے تمام اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے۔ (۹) امیدوار موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ ہمراہ لیکر آئیں۔ (۱۰) جن امیدواروں کو قادیان بلایا جائے گا ان کا تحریری اور زبانی ٹیسٹ (قرآن مجید ناظرہ اور اردو و انگریزی میٹرک کے معیار کا) ہوگا انٹرویو میں دینی معلومات کے علاوہ جنرل معلومات کے سوال بھی کئے جائیں گے۔ (۱۱) تحریری اور زبانی ٹیسٹ میں پاس ہونے والے امیدوار کو ہی جامعہ احمدیہ میں داخلہ مل سکے گا۔

ضروری نوٹ: ہندوستان کے تمام علاقہ جات میں میٹرک کے امتحانات مکمل ہو چکے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں تدریس یکم اگست کو شروع ہوگی۔ ان تین چار مہینوں میں خواہشمند امیدوار مقامی مبلغ یا مقامی معلم یا کسی اور ذریعہ سے قرآن مجید ناظرہ اور اردو روانی سے لکھنا اور پڑھنا سیکھتے رہیں۔ قرآن مجید اور اُردو سیکھنے کا تصدیقی سرٹیفکیٹ امیر جماعت/مقامی صدر جماعت سے ہمراہ لائیں۔ اسی طرح خدام الاحمدیہ بھارت کی جانب سے شائع کردہ کتاب ”کامیابی کی راہیں“ پر مکمل عبور حاصل کریں۔ اسی عرصہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کو توجہ سے سنیں اور ہر خطبے کے مختصر نوٹس اپنی ڈائری میں لکھتے چلے جائیں اور داخلے کے وقت وہ ڈائری بھی ساتھ لائیں تاکید کی جاتی ہے کہ یہ خلاصے اُردو زبان میں تیار کئے جائیں، انتہائی مجبوری کی صورت میں انگریزی میں لکھنے کی اجازت ہوگی۔

داخلہ برائے حفظ کلاس

جامعہ احمدیہ قادیان میں حفظ کلاس بھی قائم ہے، حفظ کلاس کا تعلیمی سال بھی یکم اگست سے شروع ہوتا ہے اس کلاس میں داخلہ لینے کیلئے درج ذیل شرائط ضروری ہیں۔ ۱۔ امیدوار کی عمر دس سال سے زائد نہ ہو۔ ۲۔ امیدوار ناظرہ قرآن مجید صحیح تلفظ سے پڑھتا ہو۔ ۳۔ امیدوار کو جامعہ احمدیہ قادیان کی مذکورہ شرائط داخلہ کی شرط نمبر ۲ شرط نمبر ۴ شرط نمبر ۷ (ہیلتھ سرٹیفکیٹ اور کوچنگ سرٹیفکیٹ کی حد تک شرط نمبر ۸ شرط نمبر ۹ اور شرط نمبر ۱۰ پر عمل کرنا ہوگا۔

نوٹ: داخلہ کے تعلق سے ہر قسم کی خط و کتابت پرنسپل جامعہ احمدیہ سے کی جائے۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان) (M) 9876376447

01872-223873, 01872-221647

جامعۃ المبشرین قادیان میں
داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں

جملہ امراء و صدر صاحبان و مبلغین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم اگست 2006 سے جامعۃ المبشرین قادیان کا نیا تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے۔ خواہش مند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ داخلہ فارم پر ہیڈ ماسٹر جامعۃ المبشرین کو ارسال کریں۔ داخلہ فارم جامعۃ المبشرین سے حاصل کر سکتے ہیں۔

شرائط داخلہ:: (۱) درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہش مند ہو۔ (۲) جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو (معذور نہ ہو) (۳) تعلیم کم از کم میٹرک ضروری ہے۔ (۴) قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ (۵) عمر بیس سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ (۷) امیر جماعت/صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کیلئے موزوں ہے۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع ۴ عدد فوٹو (Stamp Size)۔ 30 جون 2006ء تک دفتر جامعۃ المبشرین میں بھجوا دیں۔ داخلہ فارم پہنچنے پر ان کے کوائف کا جائزہ لینے کے بعد جامعۃ المبشرین کی طرف سے جن طلباء کو انٹرویو کیلئے بلایا جائے وہی قادیان آئیں۔

☆......تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی جامعۃ المبشرین میں داخل کیا جائے گا۔

☆......قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی کے اخراجات بھی خود کرنے ہوں گے۔

☆......امیدوار قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم، سرد کپڑے رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لے کر آئیں۔

☆......یہ کورس تین سال کا ہوگا اور معلمین کا تقرر عارضی بالمقطعہ گریڈ میں ہوگا۔

نصاب :: تحریری ٹیسٹ میٹرک کے معیار کا ہوگا

اردو۔ ایک مضمون اور درخواست

انٹرویو: اسلامیات بشمول تاریخ احمدیت، جنرل نالج انگلش ریڈنگ، اردو ریڈنگ قرآن مجید ناظرہ۔

خط و کتابت کیلئے پتہ:-

Principal, Jamiatul Mubashreen,
Guest House Civil Line,Qadian-143516 Distt. Gurdaspur (Punjab)
Mob. 9417950166, (O) 01872-222474

(پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان)

بقیہ صفحہ 10 ”خلافت احمدیہ اور خدمتِ قرآن“

کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔“ (خطبہ جمعہ ۴ فروری ۱۹۶۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر قرآن مجید سیکھنے کی طرف زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ”پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہرحال ایک کام ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے، ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔ اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔“ (خطبہ جمعہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴ء)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہئیں، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔“ (خطبہ جمعہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۴ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات سے ہماری ذمہ داریوں کا پتہ لگتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ہم ان اہم ذمہ داریوں کو کما حقہ نبھا رہے ہیں یا نہیں۔ کیا ہر گھر کے بڑے اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں؟ کیا ہر تنظیموں کے عہدیداران ان ارشادات پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں......؟

اللہ کرے ہم ان باتوں پر عمل کر کے اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین ☆☆☆

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

بقیہ صفحہ اوّل

خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَھَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَایَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَلَا رِیْحَ لَھَا۔

(ابوداؤد کتاب الادب من یؤمران یجالس)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم پڑھنے والے مومن کی مثال نارنگی کی سی ہے کہ جس کا مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا وہ کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی اور اس فاجر کی مثال جو قرآن کریم کی تلاوت کا عادی ہے گلِ ریحان کی طرح ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا مزہ کڑوا ہوتا ہے اور اس فاجر کی مثال جو قرآن کریم نہیں پڑھتا حَنْظل کی طرح ہے جس میں مہک اور خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ اور کڑوا ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْئٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ۔

(ترمذی فضائل القراٰن باب من قرأحرفًا)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو قرآن کریم کا کچھ حصّہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ ☆☆☆

بقیہ صفحہ10 ”خلفائے احمدیت اور خدمتِ قرآن“

کے تراجم ہو چکے تھے اس کے بعد اب تک ان میں ۲۲ تراجم کا مزید اضافہ ہوا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

یہ جماعت احمدیہ کا نصب العین ہے کہ وہ قرآن کریم کو مختلف زبانوں میں تراجم کروا کے دنیا میں بسنے والے ہر انسان کو اُس کی شفا بخش اور روح پرور تعلیمات سے روشناس کرائے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے ہر خلیفہ نے اِس کام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ کوشش اب بھی جاری ہے۔

حرف آخر

عالمگیر جماعت احمدیہ کے خلفائے کرام کو مقدس قرآن شریف کی جو خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ یہ صرف اور صرف اس وجہ سے ہے کہ جماعت احمدیہ میں نظام خلافت الٰہی بشارت کے بمطابق قائم ہے اور باقی سملمان اور اسلامی حکومتیں اِس خدمت سے محروم ہیں۔

اظہارت حقیقت

اس فطرت کی آواز اور حقیقت کا اظہار وقتاً فوقتاً مسلمان کرتے رہتے ہیں۔

جیسا کہ مشہور کالم نویس جناب شاہد صدیقی بدر فلاحی ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۱۱/مارچ ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں:

خلافت ناگزیر ہے۔ خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آسکتا ہے۔ نہ عدل و انصاف کا قیام عمل میں آسکتا ہے نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ نہ نماز کا مکمل قیام ہوسکتا ہے نہ زکوٰۃ کا پورا انتظام نافذ ہوسکتا ہے۔ نہ نیکی فروغ پاسکتی ہے نہ برائی ختم ہوسکتی ہے۔ نہ جمعہ وعیدین کا انتظام ہوسکتا ہے نہ اللہ کے رسول کی اطاعت ہوسکتی ہے نہ مسلمانوں کی حالت درست ہو سکتی ہے خلافت کے بغیر زندگی گذارنا جاہلیت ہے بلکہ جینا درست نہیں۔ خلافت کے بغیر اسلام اپاہج لولا اور لنگڑا ہے۔

سوچ لو اے سوچنے والو
راہ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہوامیدوار

دنیا میں صرف احمدیوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ حبل اللہ یعنی نظام خلافت سے منسلک ہیں اور اسلام کی خدمت میں دن رات مشغول ہیں۔

خدا کا یہ احساں ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اُتاری

☆☆☆

خلیفۃ المسیح سے میری ملاقات

اداہ بدر صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ ترتیب دے رہا ہے جملہ قارئین سے درخواست ہے کہ اگر وہ کسی بھی خلیفۃ المسیح سے ملاقات اور ناقابل فراموش یادوں کا ذکر کرنا چاہیں تو اس کالم کے تحت کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

بقیہ صفحہ 19 ”قرآن کریم کی اہمیت اور اس کی عظمت.......“

اس تعلیم کی جھلک گیتا میں اس طرح پر موجود ہے:

बन्धुरात्मात्मनस्तस्य येनात्मैवात्मना जित: ।
अनात्मनस्तु शत्रुत्वे वर्तेतात्मैव शत्रुवत् ॥
जितात्मन, प्रशान्तस्य परमात्मा समाहित: ।
शीतोष्णा सुख दु:खेषु तथा मानापमानयो: ॥
(गीता, अ. ६, श्लोक ६-७)

یعنی جس نے روح کے ذریعہ سے دل کو مغلوب کر لیا ہے یقیناً اس کی روح یا دل اس کا دوست ہے لیکن جس نے اپنے نفس پر قابو نہیں کیا اس کا دل دشمن کی طرح اس سے دشمنی بھرا سلوک کرتا ہے (یعنی اس کا نفس اس کا دوست نہیں بلکہ دشمن ہے) سردی، گرمی، راحت وغم اور عزّت وذلّت ہر حالت میں جس کا دل (نفس) جیتا ہوا ہے اس عظیم شخص کے دل میں پرماتما (اللہ تعالیٰ) ہر آن بستا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کامل توحید کا اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ترجمہ: تو کہہ دے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ وہ ہے جس کے سب مہتاج ہیں (اور وہ کسی کا محتاج نہیں) نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور (اس کی صفات میں) اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں۔ (ترجمہ سورۃ الاخلاص)

اس عظیم الشان تعلیم کی جھلک ہندو دھرم شاستر اپنشد میں اس طرح پر پائی جاتی ہے:

”وہ ایک دیو (اللہ تعالیٰ) ہی سب مخلوقات کا خالق اور سب میں مخفی اور ہر طرف موجود ہے وہ تمام مخلوقات کا اندرون و بیرون سے واقف علیم اور حقیقی روح ہے۔ سب کے اعمال کا مالک جزا سزا دینے والا تمام مخلوقات کی پناہ گاہ اور حیٌّ قیوم سب کو شعور عطا کرنے والا سبحانہٗ وتعالیٰ اور مخلوقات کی لوازمات اور مشابہت سے وراء الوراء ہے۔ (شویتا شوتر اپنشد ادھیائے ۶ شلوک ۱۱) ☆☆☆

بقیہ صفحہ20 ”قرآن مجید کی چند مشہور تفاسیر کا مختصر تعارف“

کو مدنظر رکھا ہے۔ مفتی محمد عبد السید جمال الدین افغانی کو بھی ملے ہیں۔ جو حنفی مدرسہ خیال سے تعلق رکھتے تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ تفسیر المنار مکمل نہیں۔ بلکہ سورۃ یوسف کے نصف تک ہے اس تفسیر میں یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ قرآن حکیم دورِ جدید کے پیدا کردہ تمدنی مسائل اور معاشرتی گتھیوں کا حل کس طرح کرتا ہے۔

تفسیر الجواہر

یہ علامہ جوہری طنطاوی کی تالیف ہے جو بیس جلدوں پر مشتمل ہے اور تفسیر بحسب العلوم الکونیہ ہے اور دور حاضر کے علوم سائنس کو تفسیر قرآن کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ ہر مضمون کو کھول کر بیان کریں۔

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کرنے اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا قلع قمع کرنے کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے قرآن مجید کی تفسیر ایسے اچھوتے رنگ میں بیان کی ہے کہ جس سے قرآن مجید کا حسن سب کو نظر آنے لگا اور مخالفوں کی نظریں خیرہ ہونے لگیں۔

ورنہ علماء اسلام نے قرآن کریم کی تفسیر کے ذریعہ قرآن کریم پر جو مظالم کے پہاڑ توڑے ہیں کہ ان کا شمار ممکن ہی نہیں۔ اگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بروقت ظہور نہ ہوتا تو علماء اسلام نے قرآن کا تصور ہی باقی نہیں رہنے دینا تھا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا ریب فیہ اس کامل کتاب پر انہوں نے ریب وظنون کے پردے ڈال دیئے تھے مگر حضرت اقدسؑ مبعوث ہوئے اور ان تمام حملوں سے قرآن کے اصفیٰ انوار کو پاک و صاف کر کے دکھایا۔

اسی طرح آپ کے فرزند حضرت مصلح موعودؓ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق علوم قرآن سے منور فرمایا۔ اور آپ نے خداداد علم کی بناء پر قرآن مجید کی تفسیر بیان فرمائی۔ اس تفسیر کا نام تفسیر کبیر ہے اور اس کی دس جلدیں ہیں یہ تفسیر کل تیرہ سپاروں کی ہے لیکن اس کو پڑھنے سے قرآن مجید کی صحیح شان کا علم ہوتا ہے۔ حضور نے اس تفسیر میں سابقہ مفسرین کی تفسیر پر جرح قدح بھی کی ہے اور پھر صحیح تفسیر ہر آیت کی بیان کی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی ہر آیت کا تعلق دوسری آیت سے اور ہر سورۃ کا رابطہ دوسری سورۃ سے بیان فرمایا ہے الغرض یہ عظیم الشان تفسیر نہایت ہی عمدہ اور جامع ہے۔ جس کے مطالعہ سے قرآن مجید کا مفہوم پوری طرح سمجھ میں آجاتا ہے۔

الغرض حضرت مصلح موعودؓ کی قرآنی تفاسیر ایسی بے نظیر ہیں کہ سابقہ تفاسیر اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز و بے بس ہیں آپ کی تَبَحُّرِ علمی اور معارف قرآنی نے جہاں اپنوں پر گہرے نقوش چھوڑے وہاں غیروں کو بھی اعتراف کرنے پر مجبور کیا۔

بالآخر اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان تمام لوگوں پر اپنی رحمتیں فرمائے اور ان کی خدمات قرآنی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

بقیہ اداریہ از صفحہ 2

ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 41-140 الحکم 24 ستمبر 1904)

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہی اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں شمار ہو سکیں گے جن کے لئے یہ کتاب ہدایت کا باعث ہے ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہوگا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں اس لئے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔'' (خطبات مسرور صفحہ 87-686)

(منیر احمد خادم)

بقیہ ارشادات از صفحہ 3

خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔'' (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۰۰)

قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ھے

''یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نُسخہ ہے۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں۔ جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اُسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لا پرواہیں اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفاء ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اُسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا ہے اور سیراب ہو کر اُس کے لُطف اور شفا بخش پانی سے حظ اُٹھاتا۔ مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دُور ہے جیسا کہ ایک بے خبر اور اس وقت تک اُس سے دُور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں۔ اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماں سے اس طرف بلاوے تو اُسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا قابلِ رحم حالت اس قوم کی ہوگی۔

مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی اُن کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح اُن کی مصیبتوں اور مشکلات کو دُور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اُٹھائیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پاک کتاب پر عمل کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لا انتہا برکات سے حصہ دیتا ہے۔ ایسی برکات اُسے دی جاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے بہت ہی بڑھ کر ہوتی ہیں۔'' (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۸۲۔۱۸۱)

☆☆☆

بقیہ صفحہ 21 ''قرآن مجید میں ماں کے دودھ کی افادیت......''

وہ کس قدر غلطی کا ارتکاب کر رہی ہیں۔

غذا کی تمام چیزیں اجزاء میں منقسم ہیں:

۱-پروٹین (Protein) یعنی خون اور گوشت پوست بنانے والے اجزاء۔

۲-کاربوہائیڈریٹ (Carbohydrates) طاقت پیدا کرنے والے اجزاء۔

۳-نمک (Mineral Salts) ہڈی کی ساخت اور ہاضمہ کے معاون اجزاء۔

۴-فیٹ (چکنائی) جسم پر چربی اور حسب ضرورت طاقت دینے والے اجزاء۔

۵-پانی (Water) خوں کو چلانے والا جسم کا میل خارج کرنے والا جز۔

اب مندرجہ ذیل نقشے سے ثابت ہوگا کہ گائے بکری بھینس گدھی اور ڈبّے کے دودھ میں سے کسی کے اجزاء بھی عورت کے دودھ کے مطابق نہیں۔

دودھ کا مقابلہ

عورت کا دودھ:

پروٹین	:	2.01
چکنائی	:	3.74
شکر	:	4.74
نمک	:	0.30
پانی	:	85.85

بھینس کا دودھ:

پروٹین	:	3.50
چکنائی	:	5.50
شکر	:	4.74
نمک	:	0.71
پانی	:	82.85

گائے کا دودھ:

پروٹین	:	3.40
چکنائی	:	3.73
شکر	:	4.70
نمک	:	0.71
پانی	:	87.8

بکری کا دودھ:

پروٹین	:	3.79
چکنائی	:	4.34
شکر	:	3.78
نمک	:	0.65
پانی	:	86.85

گدھی کا دودھ:

پروٹین	:	3.01
چکنائی	:	3.74
شکر	:	6.37
نمک	:	0.30
پانی	:	87.85

ڈبّے کا گاڑھا دودھ:

پروٹین	:	5.47
چکنائی	:	11.01
شکر	:	14.31
نمک	:	0.31
پانی	:	62.04

دودھ کا سفوف:

پروٹین	:	13.07
چکنائی	:	15.04
شکر	:	21.09
نمک	:	5.39
پانی	:	12.01

(بحوالہ ھدایت نامہ پرورش بچگان مؤلفہ کویراج ہرنام داس لاہور صفحہ ۱۹۹-۲۰۰)

بھینس کے دودھ میں پانی کو چھوڑ کر باقی تمام اجزاء سب قسم کے دودھ سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے زیادہ بھاری اور ثقیل ہونے کی وجہ سے بچوں کے لئے بیحد مضر ہے۔

نقشہ سے واضح ہوا کہ مختلف حیوانات کے دودھ میں پائے جانے والے اجزاء ماں کے دودھ کے اجزا سے کسی نہ کسی قدر اختلاف رکھتے ہیں خصوصاً پروٹین کی جو زیادتی دیگر قسم کے دودھ میں ہے اُسے ہضم کرنا بچے کے لئے بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اُس کا ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔

اشد ضرورت کے وقت گائے کے دودھ کو انسانی دودھ کے مطابق بنایا جاتا ہے جس کا طریق باوجود سائنسی یا کیمیاوی تجزیہ کے ماں کے دودھ کے مطابق نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے ماؤں کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو زیادہ سے زیادہ اپنا دودھ پلائیں۔ اُن کا دودھ پی کر اُن کا نونہال زمانہ میں شادکام اور صحت مند بن جائے گا۔ ☆☆☆

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی

اَسد | شہروز | مسرُور

BANI®

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
(ESTABLISHED 1956)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072

BANI AUTOMOTIVES
56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046

BANI DISTRIBUTORS
5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072

PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-8741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-8749, FAX: 91-33-2234-7577

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 56 | Thursday | 21-28 June 2007 | Issue No. 25-26

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 300/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

اللہ تعالیٰ نے سود لینے والوں کو اپنے سے جنگ کرنے والا بتایا ہے

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق ہر شر سے بچ کر رہے سلامتی میں رہے اور سلامتی پھیلائے۔ جبکہ سود کے ایسے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے سودخوروں کے ہاتھوں ہنستا بستا گھر دیوالیہ ہو جاتا ہے

معاشرے میں لین دین کی وجہ سے جھگڑوں اور فسادوں کو دور کرنے کا یہ ایک بہترین نسخہ ہے کہ آپس میں لین دین کے معاملات کو لکھ لیا جائے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۱۵/ جون ۲۰۰۷ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج بھی میں گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کے تسلسل کو جاری رکھوں گا۔ گذشتہ خطبہ میں ذکر کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سود لینے والوں کو اپنے سے جنگ کرنے والا بتایا ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق ہر شر سے بچ کر رہے سلامتی میں رہے اور سلامتی پھیلائے۔ جبکہ سود کے ایسے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے سودخوروں کے ہاتھوں ہنستا بستا گھر دیوالیہ ہو جاتا ہے پھر ان کے بچے بھی کسمپرسی کے حال میں گزر کر رہے ہوتے ہیں اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ خدا کے احکام کی نافرمانی کی جاتی ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ نے سودخوروں کو وارننگ دی ہے وہاں قرض لینے والوں کے لئے بھی وارننگ ہے کہ بلاوجہ کے قرضہ لیکر خود کو اور اپنے گھر والوں کو برباد نہ کرو۔ حضور نے فرمایا بعض لوگ لندن جلسہ آنے کے لئے بھی سودی قرض لے لیتے ہیں یہ غلط بات ہے اگر حج کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ قرض لیکر حج نہ کرو تو پھر جلسہ پر آنے کے لئے سودی قرض لینا کب جائز ہو سکتا ہے؟ اگر بہت شوق ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم پر عمل کریں کہ سارا سال تھوڑی تھوڑی رقم بچا کر رکھیں جو جلسہ کی ضرورت کے لئے کافی ہو جائے۔ اسی طرح بعض لوگ غیر ضروری اخراجات کے لئے بھی قرض لے لیتے ہیں اور دیگر رسوم و رواج میں دکھاوے کئے جاتے ہیں اور پاکستان اور ہندوستان میں تو یہ لعنت بہت زیادہ ہے احمدیوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ ایک بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ سوال پیش ہوا کہ بعض مجبوریاں پیش آجاتی ہیں جن کی وجہ سے سودی قرض لینا پڑ جاتا ہے اس پر آپؑ نے فرمایا: جو خدا پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دیتا ہے۔

یاد رکھو! جیسے اور گناہ ہیں زنا ہے چوری ہے اسی طرح سود لینا اور دینا یہ بھی ایک گناہ ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی عارضی خوشیوں کے لئے خدا کو ناراض کر لیتے ہیں۔ سود کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا تَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُؤُوْسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ۔ (سورہ البقرہ ۸۰-۲۷۹)

یعنی ”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم فی الواقع مومن ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو اور اگر تم توبہ کرو تو تمہارے اصل زر تمہارے ہی رہیں گے نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا“۔

اور آگے فرمایا: ”اگر کوئی تنگدست ہو تو اسے آسائش تک مہلت دینی چاہئے اور اگر تم خیرات کر دو تو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔“ (سورہ البقرہ: ۲۸۱)

تو اِن آیات میں واضح طور پر سود کے لین دین کو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان بتایا گیا ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ اپنے معاش میں پہلے ہی کفایت رکھے تا کہ سودی قرضہ لینے کی نوبت نہ آئے۔ قرضوں سے جہالت اور جھگڑے اور گھروں میں چڑچڑاپن پیدا ہوتا ہے اور عارضی خوشیوں کی خاطر لئے گئے یہ قرضے مستقل بے چینی اور بربادی کا باعث بن جاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سود کی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرضہ پر دے اور فائدہ مقرر کرے۔ فرمایا: جہاں بھی یہ تعریف صادق آئے گی اسے سود کہا جائے گا۔ بعض لوگ ایسے دیئے گئے قرضوں کو تجارتی قرضے بتاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تجارت اور سود کو الگ الگ فرماتا ہے۔ فرمایا:

”وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوتے مگر ایسے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے اپنے چھونے سے ہواس باختہ کر دیا ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے کہا یقیناً تجارت سود ہی کی طرح ہے جبکہ اللہ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہے پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آجائے اور وہ باز آجائے تو جو پہلے ہو چکا وہ اسی کا رہے گا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو کوئی دوبارہ ایسا کرے تو یہی لوگ ہیں جو آگ والے ہیں وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔“ (البقرہ: ۲۷۶)

پس یہ نقشہ ہے سود لینے والوں کا کہ ان کے دل اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسرے کے جذبات کا خیال ہی نہیں رکھتے۔ سودخور کو غریب کا خیال آ ہی نہیں سکتا چاہے کسان کی کھیتی خراب ہو جائے، کسی کا کاروبار لٹ جائے اور دیوالیہ ہو جائے وہ کسی حال میں رحم نہیں کرتا جبکہ اسلام تو مواخات یعنی بھائی چارے کے ذریعہ امن اور سلامتی پھیلانا چاہتا ہے اور مواخات تب ہوتی ہے جب غریب کا خیال رکھا جائے، اس پر بلاوجہ بوجھ نہ ڈالا جائے بلکہ آسان شرائط پر اس کی ضرورت پوری کی جائے۔ فرمایا: ایسے احمدی جن میں صلاحیت ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کے کاروبار میں مدد دے سکیں تو کاروبار میں ایسے سوجھ بوجھ رکھنے والوں کی ضرور مدد کرنی چاہئے اور اسی طرح احمدیوں کو اپنے اپنے ملکوں سے کاروباری معلومات مہیا کرنی چاہئیں تا کہ معاشی بدحالی والے لوگ اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی وکلاء کو بھی تحریک فرمائی کہ وہ کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھائیں اور جائز حد تک لیا کریں۔ ہمیشہ یاد رکھو! اگر خدا تعالیٰ کی رحمت سے حصہ پانا ہے تو اپنے مقروض بھائیوں سے شفقت سے پیش آؤ اور اُن کو فائدہ پہنچاؤ ایک احمدی کو خاص طور پر یہ نظر رکھنی چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مالی لحاظ سے فراخی بخشی ہے تو اس کا شکر اس طرح ادا کریں کہ مالی لحاظ سے کمزور بھائیوں کی مدد کی جائے۔ اللہ کا خوف اور اس کا تقویٰ انتہائی اہم چیز ہے۔ فرمایا: مقروض کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ میرے پاس گنجائش نہیں جب معاہدہ کا وقت مقرر کیا تھا تو بہانے بنانے کی بجائے قرض کو اتارنا چاہئے اور یہی چیزیں ہیں جن سے صلح صفائی قائم رہتی ہے اور پیار بڑھتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے: قرض کے متعلق قرآنی حکم بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم ایک معیّن مدّت کے لئے لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے لکھے اور کوئی کاتب اس سے انکار نہ کرے کہ وہ

باقی صفحہ 30 پر ملاحظہ فرمائیں